ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

46

www.tanzeem.org

مسلسل اشاعت کا
33واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

تنظیم اسلامی کا ترجمان

16 تا 22 جمادی الاولیٰ 1446ھ/ 3 تا 9 دسمبر 2024ء

پُرعزم انقلابی شخصیت

آج کرۂ ارض کی خشکی وتری حق وعدالت سے محروم ہوچکی ہے اور خدا کی زمین پر اس کے مظلوم ودرماندہ بندوں کے لیے کوئی گوشۂ امن وعافیت باقی نہیں رہا۔ گویا زمین کی پچھلی تمام نامرادیاں لوٹ آئیں ہیں اور تاریخ عالم کی ساری گزری ہوئی شقاوتیں ایک ایک کر کے پلٹ رہی ہیں۔ سرزمین اصحاب کہف کا جبر وطغیان، فراعنہ مصر کا جبر واستبداد، نمارِدۂ کلدان کا غرور، اصحابِ مدین کا انکار واعراض، قوم عاد کا فسق وعدوان، یہ سب کچھ بیک ظرف وزمان جمع ہوگیا ہے۔

آج ایک ایسے عازم کی ضرورت ہے، جو وقت اور وقت کے سروسامان کو نہ دیکھے بلکہ وقت اپنے سارے سامانوں کے ساتھ اس کی راہ تک رہا ہو۔ مشکلیں اس کی راہ میں غبار وخاکستر بن کر اڑ جائیں اور دشواریاں اس کے جولان قدم کے نیچے خس وخشاک بن کر پس جائیں۔ اگر انسان اس کی طرف سے گردن موڑ لیں، تو وہ خدا کے فرشتوں کو بلالے۔ اگر دنیا اس کا ساتھ نہ دے تو آسمان کو اپنی رفاقت کے لیے نیچے اتار لے۔ اس کا علم مشکوٰۃ نبوت سے ماخوذ ہو۔ اس کا قدم منہاج نبوت پر استوار ہو۔ اس کے قلب پر اللہ تعالیٰ حکمت رسالت کے اسرار وغوامض، معالجۂ اقوام اور طبابتِ عہد وایام کے سرائر وقضایا اس طرح کھول دے کہ وہ صرف ایک صحیفۂ کتاب وسنت ہاتھوں میں لے کر دنیا کی ساری مشکلوں کے مقابلے اور ارواح وقلوب کی ساری بیماریوں کی شفا کا اعلان کردے۔

مولانا ابوالکلام آزادؒ

غزہ پر اسرائیل کی وحشیانہ بمباری کو 423 دن گزر چکے ہیں!
کل شہادتیں: 44600 سے زائد، جن میں بچے: 18000،
عورتیں: 13700 (تقریباً)۔ زخمی: 105100 سے زائد

اس شمارے میں

وطن کی فکر کرناداں!

سالانہ اجتماع 2024ء میں امیر تنظیم اسلامی کا اختتامی خطاب

وفاقی دارالحکومت میں احتجاج اور سانحہ کرم

26ویں آئینی ترمیم ......

نبی رحمۃ للعالمین ﷺ فسادیوں کی سرکوبی کے لیے نبی الملاحم بھی ہیں

Why does the Talmud say that goyim are livestock?

الہدیٰ

ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1011

قارون: مادہ پرستی اور دنیاوی نمود و نمائش کا استعارہ

سُورَۃُ الْقَصَص — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیت: 79

فَخَرَجَ عَلٰی قَوۡمِہٖ فِیۡ زِیۡنَتِہٖ ؕ قَالَ الَّذِیۡنَ یُرِیۡدُوۡنَ الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا یٰلَیۡتَ لَنَا مِثۡلَ مَاۤ اُوۡتِیَ قَارُوۡنُ ۙ اِنَّہٗ لَذُوۡ حَظٍّ عَظِیۡمٍ ﴿۷۹﴾

آیت ۷۹: ﴿فَخَرَجَ عَلٰی قَوۡمِہٖ فِیۡ زِیۡنَتِہٖ ؕ﴾ ’’پھر (ایک دن) وہ نکلا اپنی قوم کے سامنے اپنے پورے ٹھاٹھ باٹھ میں۔‘‘

اپنی قوم پر رعب جمانے کے لیے وہ اپنے خدم و حشم کے ساتھ اپنی دولت اور آرائش و زیبائش کا اظہار کرتے ہوئے نکلا۔ چنانچہ اس کی شان و شوکت کو دیکھ کر:

﴿قَالَ الَّذِیۡنَ یُرِیۡدُوۡنَ الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا یٰلَیۡتَ لَنَا مِثۡلَ مَاۤ اُوۡتِیَ قَارُوۡنُ ۙ﴾ ’’کہا اُن لوگوں نے جو خواہش مند تھے دنیا ہی کی زندگی کے‘ کہ کاش یہ سب کچھ ہمارے لیے بھی ہوتا جو قارون کو ملا ہے‘‘

وہ لوگ جو دُنیوی زندگی ہی کے طالب تھے‘ اسے للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ کر اندر ہی اندر اپنی محرومیوں پر پچھتاتے اور اس کی خوش نصیبی کی داد دیتے رہے کہ:

﴿اِنَّہٗ لَذُوۡ حَظٍّ عَظِیۡمٍ ﴿۷۹﴾﴾ ’’یقیناً وہ بہت بڑے نصیب والا ہے۔‘‘

دنیا پرست اور ظاہر بین لوگوں کی نظر میں تو کسی شخص کی کامیابی اور خوش بختی کا معیار یہی ہے کہ اس کے پاس کس قدر دولت ہے۔ یہ دولت اس نے کہاں سے اور کیسے حاصل کی ہے اس سے انہیں کوئی سروکار نہیں ہوتا۔

درس حدیث

شرم و حیا

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((اَلۡاِیۡمَانُ بِضۡعٌ وَّسَبۡعُوۡنَ اَوۡ بِضۡعٌ وَّسِتُّوۡنَ شُعۡبَۃً، فَاَفۡضَلُھَا قَوۡلُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَدۡنَاھَا اِمَاطَۃُ الۡاَذٰی عَنِ الطَّرِیۡقِ وَالۡحَیَآءُ شُعۡبَۃٌ مِّنَ الۡاِیۡمَانِ)) (متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ: ’’ایمان کی کچھ اوپر ستر یا (راوی کو شک ہے) کچھ اوپر ساٹھ شاخیں ہیں ان میں بلند ترین درجہ اور افضل شاخ (کلمہ کی شاخ ہے یعنی) لا الٰہ الا اللہ کی ہے۔ اور سب سے کم درجہ تکلیف دینے والی چیز (روڑے پتھر‘ کانٹے چھلکے وغیرہ) راستہ سے ہٹا دینا ہے۔ اور حیاء ایمان کا (قابل لحاظ بڑا اہم) شعبہ ہے۔‘‘

تشریح: اسلام میں حیا کی بڑی اہمیت ہے۔ یہ فرد کی پاکیزگی کی بنیاد اور صالح معاشرہ کی اساسی صفت ہے۔ اس بنا پر اُسے نصف ایمان بھی قرار دیا گیا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر افراد معاشرہ اس صفت سے متصف ہوں تو معاشرہ میں انسانی رشتوں کے احترام کو ملحوظ رکھا جاتا ہے‘ حقوق کی رعایت کی جاتی ہے‘ اور برائیوں سے اجتناب ہوتا ہے۔ یوں سماج میں صالحیت‘ اعتدال اور حسن قائم رہتا ہے۔ اگر سوسائٹی میں شرم و حیا نہ رہے تو بے اعتدالیاں جنم لیتی ہیں‘ ادائیگی حقوق میں کوتاہی کی جاتی ہے اور گناہوں کی کثرت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ جب تم میں حیاء نہ رہے تو پھر تو آزاد ہے‘ جو چاہے کرتا پھرے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

خورشید انجم

وطن کی فکر کرناداں!

پی ٹی آئی کی آخری کال نے نہ صرف حکومتِ وقت اور مقتدرہ بلکہ ملک کے عوام کو بھی بری طرح سے ہلا کر رکھ دیا ہے۔ تین دن تک پورا ملک ایک ہیجانی کیفیت میں مبتلا رہا۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی سیاسی جماعت کی جانب سے ہڑتال یا احتجاج کی پہلی، درمیانی یا آخری کال پاکستان کی سیاست میں کوئی نئی بات ہرگز نہیں ہے اور نہ ہی اقتدار کے ایوان میں بیٹھے ہوئے افراد کے لیے یہ کوئی انوکھی یا غیر رسمی بات تھی۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ موجودہ اپوزیشن جب حکومت میں تھی تو آج کی حکومت کے تمام اتحادیوں نے کئی مرتبہ اسلام آباد میں احتجاج کیا۔ پنجاب اور سندھ سے مسلم لیگ (ن) اور پیپلز پارٹی کے قائدین اپنے ووٹروں اور سپورٹروں کے ہمراہ کبھی مہنگائی کے خلاف اور کبھی ''سیلکٹیڈ وزیر اعظم'' کے خلاف ملک بھر کا سفر طے کرتے ہوئے اسلام آباد آموجود ہوئے اور اگرچہ اُس وقت کی حکومت نے بھی ان احتجاجوں اور ان میں شامل افراد کو ٹف ٹائم دینے کے لیے بعض اقدامات کیے لیکن وفاقی دارالحکومت میں احتجاج پر پابندی نہیں لگائی۔ ایک مذہبی سیاسی جماعت تو اپنے صوبے سے خاکی وردیوں میں ملبوس ڈنڈا بردار فورس لے کر بھی اسلام آباد پہنچی اور اپنا احتجاج تقریباً ایک ماہ تک ریکارڈ کرواتے رہے لیکن ریاست نے صبر وتحمل سے کام لیا اور ملک فساد سے بچا رہا۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ماضی کے تمام سیاسی احتجاجوں میں عوام الناس کو انتہائی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ شاید ہماری سیاسی سرشت کا حصہ بن چکا ہے کہ بلاتخصیص تمام سیاسی جماعتیں لوہے کو گرم دیکھ کر زوردار انداز میں چوٹ لگانے کی کوشش کرتی ہیں اور مروّجہ سیاسی نظام میں اصول بھی یہی ہے کہ حکومت کو گرانے اور اقتدار پر قبضہ کرنے کے لیے کسی حد تک بھی جایا جا سکتا ہے، انگریزی کے اُس مقولے کی مانند کہ ''Everything is fair in love and war''۔ ہمیں انگریزی کے اس مقولے پر بھی اعتراض ہے کہ ہمارا دین تو ہر حال میں اخلاقی اصولوں کے مطابق عمل کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ شاید انگریزی کا مذکورہ بالا مقولہ فساد اور فحاشی دونوں کو ترقی دینے کے لیے تشکیل دیا گیا تھا۔ بہرحال تحریک انصاف کے حالیہ احتجاج جسے ''فائنل کال'' کا نام دیا گیا اُس پر اسلام آباد کی ریاستی مشینری کا ردِعمل ہرگز مناسب نہیں تھا۔ اگرچہ نقصان دونوں طرف سے ہوا اور اعداد وشمار کے حوالے سے کوئی حتمی بات نہیں کہی جا سکتی لیکن ریاست کا کام صبر وضبط کا مظاہرہ کرنا ہوتا ہے۔ پھر یہ کہ حکومت اور اداروں کو زیب نہیں دیتا کہ وہ ایک ایسے سیاسی احتجاج کو جو ملک کی ایک بڑی سیاسی پارٹی کر رہی ہو اور اُس پر پابندی بھی نہ ہو، جس سیاسی جماعت نے فروری 2024ء کے الیکشن میں ملک بھر سے تقریباً دو کروڑ ووٹ لیے ہوں، اور جس کا لیڈر جیل میں ہی سہی لیکن ملک سے غداری کے کسی سنجیدہ مقدمے میں مطلوب نہ ہو، اُس کے کارکنوں اور ووٹرز وسپورٹرز کے لیے ''انتشاری ٹولہ''، ''فتنہ'' اور ''انتہا پسند جتھہ'' جیسے القاب دے۔ جملہ معترضہ کے طور پر عرض کیے دیتے ہیں کہ کسی بھی ریاست کے زمامِ کار چلانے والوں کو ''خارجیوں'' جیسی دینی اصطلاح کو بھی استعمال کرتے ہوئے انتہائی

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

یکم تا 7 جمادی الاخریٰ 1446ھ جلد 33
3 تا 9 دسمبر 2024ء شمارہ 46

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: خورشید انجم

مجلس ادارت: ● رضاء الحق ● فرید اللہ مروت ● وسیم احمد باجوہ ● محمد رفیق چودھری

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

احتیاط سے کام لینا چاہیے کیونکہ اسلامی تاریخ اور فقہ میں فتنۂ خوارج کے حوالے سے طے شدہ، انتہائی سخت احکامات موجود ہیں۔ بہر حال حالیہ احتجاج کرنے والے تو اپنے ملک کے ہی شہری تھے اور اگرچہ ایک مخصوص صوبے سے زیادہ تعداد میں لوگ اسلام آباد آئے جس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہاں پر حکومت پی ٹی آئی کی ہے لیکن انہیں دہشت گردوں سے جوڑ دینا اور ان کے ساتھ دہشت گردوں جیسا سلوک کرنا کسی صورت مناسب نہیں تھا۔ ہمارے نزدیک حالیہ احتجاج میں اپوزیشن جماعت کے کارکن احتجاج ریکارڈ کرانے کے لیے دارالحکومت پہنچ کر کسی خاص علاقے کو بند بھی کر دیتے تو اُس کے برے اثرات یقیناً اس سے کم ہی ہوتے جو حکومت نے تعلیمی ادارے، ہاسٹلز، مارکیٹس، موٹرویز، لاری اڈے، ٹرینز، میٹروز اور انٹرنیٹ بند کر کے پورے ملک کو ہیجانی کیفیت میں مبتلا کر دیا۔

دوسری طرف پی ٹی آئی کے بانی عمران خان، جو کہ آج بھی پارٹی کے ڈی فیکٹو چیئرمین ہی ہیں، نے تاک کر احتجاج کے لیے ایسا وقت چنا جب بیلاروس کے صدر دورۂ پاکستان پر تھے۔ احتجاج کی باگ ڈور اپنی اہلیہ اور سابقہ خاتونِ اوّل کے حوالے کر کے مروجہ سیاسی نظام کے داؤ پیچ کے مطابق تو ایک ماسٹر سٹروک کھیلا اور موصوفہ نے اپنے پہلے ہی بیان میں برادر اسلامی ملک پر اپنے شوہر کی حکومت گرانے کا الزام دھر دیا۔ پھر یہ کہ احتجاج کے پُرامن ہونے کا جتنا بھی دعویٰ کریں اس میں کوئی شک نہیں کہ ماضیٔ قریب میں ہی 9 مئی کا سانحہ بھی قوم نے دیکھا اور اب بھی صورتِ حال کا فائدہ اُٹھا کر حالات مخدوش کرنے والے عناصر احتجاج کرنے والوں میں شامل تھے۔ احتجاج کرنے والوں کے مطالبات بھی ایسے تھے جن کو فوری طور پر پورا کرنا کم از کم حکومتِ وقت کے بس کی بات نہیں۔ پھر یہ کہ ہر مہذب ریاست میں عدالتی معاملات کو عدالت ہی دیکھا کرتی ہے۔ بہر حال معاشی نقصان کا تخمینہ دیتے ہوئے وفاقی وزیر خزانہ نے بتایا کہ اپوزیشن کے احتجاج کی کال سے روزانہ 190 ارب روپے کا نقصان ہوا۔ لاک ڈاؤن اور احتجاج کی وجہ سے ٹیکس وصولیوں میں کمی ہوئی۔ احتجاج کے باعث کاروبار میں رکاوٹ سے برآمدات متاثر ہوئیں۔ پھر یہ کہ امن وامان برقرار رکھنے کیلئے سیکیورٹی پر اضافی اخراجات آئے۔ آئی ٹی اور ٹیلی کام کے شعبے میں نقصانات اس کے علاوہ ہوئے اور ان کی بندش سے سماجی طور پر بھی منفی اثر پڑا۔ احتجاج کے باعث صوبوں کو ہونے والے نقصانات الگ ہیں۔ سرکاری اعداد وشمار کے مطابق صوبوں کے زرعی شعبے کو روزانہ 26 ارب روپے کا نقصان ہوا۔ صوبوں کو صنعتی شعبے میں ہونے والا نقصان 20 ارب روپے سے زیادہ ہے۔ ان اعداد وشمار میں حقیقت کتنی ہے؟ یہ تو اللہ ہی جانتا ہے۔

ریاست کا کام ملک کے ناراض عوام کو ساتھ لے کر چلنا ہوتا ہے۔ نہ جانے کیوں جب بھی دسمبر کا مہینہ آتا ہے تو ہمارا کلیجہ منہ کو آجاتا ہے اور 16 دسمبر 1971ء کا سانحۂ فاجعہ اپنی پوری ہولناکی کے ساتھ دل ودماغ میں طرح طرح کے وسوسے ڈالتا ہے۔ اسلام آباد سے پی ٹی آئی کا احتجاج تو ختم ہوگیا ہے البتہ ہماری رائے میں معاملہ ابھی ٹلا نہیں۔ ہمارے نزدیک تمام معاملات کا حل فریقین کے مابین خلوصِ نیت کے ساتھ مذاکرات کرنے میں ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ آپس میں دہائیوں جنگ کرنے والے ممالک بھی بالآخر مذاکرات کے ذریعے ہی معاملات کو حل کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ پاکستان اس وقت انتہائی نازک حالات سے گزر رہا ہے۔ ایک طرف مہنگائی نے عوام کا جینا دوبھر کر دیا ہے تو دوسری طرف دہشت گردی کا عفریت منہ کھولے کھڑا ہے۔ خصوصاً خیبر پختونخوا اور بلوچستان کے حالات انتہائی مخدوش ہیں اور دہشت گرد اپنے اندرونی سہولت کاروں اور بیرونی پشت پناہوں کی مدد سے خون کی ہولی کھیل رہے ہیں۔ پھر یہ کہ اس کو فرقہ واریت اور صوبائی تعصب کا رنگ دینے کی بھی بھرپور کوشش جاری ہے۔ شیعہ سنی فسادات عالمی استعمار کا بہت بڑا ہتھیار ہیں۔ امریکہ اب اس خطے کے درپے ہے۔ بین الاقوامی سطح پر اسرائیل اپنے توسیعی منصوبے پر بڑی تیزی کے ساتھ بھرپور طریقے سے عمل درآمد کر رہا ہے جس میں امریکہ اور ہمارا ازلی دشمن بھارت اُس کے مکمل معاون ہیں۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ اسرائیل کے نزدیک پاکستان گریٹر اسرائیل کے قیام کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ ہم یہی عرض کر سکتے ہیں:

وطن کی فکر کر ناداں! مصیبت آنے والی ہے
تری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں

ضرورت اس امر کی ہے کہ ملک کے تمام اسٹیک ہولڈرز یاد رکھیں کہ ہم نے یہ مملکت کیوں لی تھی؟ دنیا کے سامنے اسلام کا نمونہ پیش کرنے کے لیے۔ ہماری یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حکمرانوں، اپوزیشن، مقتدر حلقوں اور عوام الناس سمیت ہم سب کو ہدایت عطا فرمائے اور سب کے دلوں کو نورِ ایمان سے منور فرمائے۔ ہمارے آپس کے جھگڑے ختم ہوں۔ ہم سب مل کر مملکتِ خداداد پاکستان کو حقیقی معنوں میں ایک اسلامی فلاحی ریاست بنانے کے لیے تن من دھن لگا دیں۔ اسی میں ہماری بچت ہے۔ اسی میں دنیا اور آخرت دونوں کی کامیابی ہے۔ اللہ پاکستان پر رحم فرمائے۔ آمین!

سالانہ اجتماع 2024ء میں

امیر تنظیم اسلامی کا اختتامی خطاب

کل پاکستان سالانہ اجتماع 2024ء میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کے اختتامی خطاب کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات قرآنی کے بعد!

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے 2024ء کا سالانہ اجتماع پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ ہم سب پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا واجب ہے۔ اس کی نعمت اور فضل کے طفیل ہی نیکیاں پایۂ تکمیل کو پہنچتی ہیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ حدیث مبارکہ ہے کہ جو بندوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا، وہ اللہ کا شکر گزار بھی نہیں ہوتا۔ ہمارے تمام وہ ذمہ داران (مرکز سے لے کر مقامی امراء، نقباء، معاونین اور دیگر تمام ذمہ داران و رضا کاران) جنہوں نے اجتماع کے لیے مہینوں محنت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے۔ ہمارے بہت سے رفقاء رضا کارانہ طور پر اجتماع سے پہلے یہاں پہنچے اور انتظامات میں حصہ لیا، اسی طرح جن ذمہ داران کو مختلف ذمہ داریاں دی گئیں اور انہوں نے احسن طریقے سے اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی کوشش کی، ان سب کی محنت اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے خیر و عافیت کے ساتھ آج اجتماع پایۂ تکمیل کو پہنچ رہا ہے۔ ہزاروں کا مجمع ہے، اونچ نیچ تو ہوتی ہے لیکن ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ اس اجتماع کے انتظامات پہلے کی نسبت بہت بہتر ہوئے ہیں۔ بالخصوص ملتان اور بہاولپور کے شہروں اور قرب وجوار کے علاقوں کے جو رفقاء ہیں انہوں نے بھرپور محنت کی اور دیگر بہت سے رفقاء نے بھی ان کی معاونت کی، بہاولپور کی مقامی انتظامیہ اور ریاستی اداروں کا تعاون بھی حاصل رہا۔ ہم تہہ دل سے ان سب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے۔

بہت سے رفقاء جو کسی معذوری، بیماری یا کسی دوسرے شرعی عذر کی وجہ سے اجتماع میں شریک نہیں ہوسکے، مگر ان کی دعائیں ہمارے ساتھ رہیں، اللہ تعالیٰ ان کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے۔ اسی طرح گھروں میں خواتین اور بچوں نے بھی قربانی دی ہے۔ وہ بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔ آپ سب کو میری طرف سے سلام اور شکریہ کے کلمات پہنچیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وہ (فرشتے) جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور وہ جو ان کے اردگرد ہیں وہ سب تسبیح کرتے رہتے ہیں اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور اُس پر پورا یقین رکھتے ہیں اور اہل ایمان کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار! تیری رحمت اور تیرا علم ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے، پس بخش دے تو اُن لوگوں کو جنہوں نے توبہ کی اور تیرے راستے کی پیروی کی اور ان کو جہنم کے عذاب سے بچالے۔“ (المومن: 7)

زمین پر اللہ کے بندے ایمان کے راستے پر ہوں، ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنے کی کوشش کر رہے ہوں، اپنی اصلاح کرنے والے ہوں، توبہ شرائط کے ساتھ پوری کرنے والے ہوں، اللہ کی بندگی میں لگے ہوں تو آسمانوں پر ان کے حق میں دعائیں ہوتی ہیں۔

مرتب: ابو ابراھیم

اس اڑھائی روزہ اجتماع میں ہماری یہی تو کوشش ہوتی ہے کہ ایمان اور اس کے تقاضوں کو سمجھنے کی کوشش کریں، اپنی غلطیوں کا ادراک حاصل کرنے اور اپنی اصلاح کی کوشش کریں۔ توبہ استغفار کی طرف آئیں، بحیثیت مسلمان اپنی ذمہ داریوں کا ادراک حاصل کرنے اور پھر واپس جا کر انہیں بھرپور طریقے سے ادا کرنے کی کوشش کریں۔ شرکاء کی غیر موجودگی میں ان کے گھر والوں نے قربانی دی۔ یہ ساری محنت اور کوشش اللہ کی رضا اور اللہ کے دین کے غلبہ کے لیے ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ جو اس محنت اور کوشش میں لگے ہوئے ہیں، ان کے لیے فرشتے آسمان میں دعا کرتے ہیں۔ اسی طرح اگلی آیت میں فرمایا:

”پروردگار! اور انہیں داخل فرما اُن رہنے والے باغات میں جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور (ان کو بھی) جو نیک ہوں ان کے آباء واجداد اُن کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے۔ تو یقیناً زبردست ہے کمال حکمت والا ہے۔“ (المومن: 8)

ہم سب کی آرزو یہی ہے کہ دائمی زندگی میں ہمیں جنت نصیب ہوجائے تو اس کے لیے یہ ساری محنت کرنی پڑے گی اور جو یہ محنت کرے گا اس کے لیے یہ سب رحمتیں اور نعمتیں ہیں۔ اللہ کی جنتوں میں اللہ کی میزبانی کا تصور اس دنیا میں رہتے ہوئے ہم کر ہی نہیں سکتے۔ حدیث مبارکہ میں جنت کے بارے میں ہے کہ اس میں ایسی نعمتیں ہوں گی جن کو آج تک نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا، نہ کسی کے دل میں اس کا تصور ہی آیا۔ ہماری کوشش ہونی چاہیے کہ ہم اپنے لیے بھی اس کی کوشش کریں اور اپنے گھر والوں کے لیے بھی۔ آگے فرمایا:

”اور انہیں بچالے برائیوں سے۔ اور جسے تو نے اس دن برائیوں سے بچالیا اس پر تو نے بڑا رحم کیا۔ اور یقیناً یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔“ (المومن: 9)

جو دنیا میں برائیوں سے بچ گیا اور اپنی اصلاح کرلی تو اس کے لیے آخرت کی کامیابی ہے لیکن سب سے اہم یہ ہے کہ روز محشر اللہ تعالیٰ بڑے عذاب سے بچالے۔ وہی اصل اور حقیقی کامیابی ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

”تو جو کوئی بچالیا گیا جہنم سے اور داخل کردیا گیا جنت میں تو وہ کامیاب ہوگیا۔“ (آل عمران: 185)

یہ دنیا امتحان اور عمل کی جگہ ہے، نتیجہ وہاں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس دن کے برے نتیجے سے بچائے اور اس دنیا میں اپنی اصلاح اور دین کے لیے محنت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمارا یہ اجتماع اسی کوشش کی ایک کڑی تھی۔ اللہ تعالیٰ یہ دعائیں ہم سب کے حق میں قبول فرمائے آمین۔ ہم یہاں سے یہ خیر لے کر اپنے گھر جائیں، دین کے لیے جذبہ اور ایمان کی دولت میں اضافے کے ساتھ جائیں۔ آمین!

اُمت مسلمہ کا حال

اس وقت اُمت جس زوال سے دوچار ہے اس کا اصل سبب یہ ہے کہ اُمت نے اُمت والا کام چھوڑا ہوا ہے اور بتمام و کمال اللہ کا دین کہیں نافذ اور غالب نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ امارت اسلامی افغانستان کو توفیق دے مگر ابھی

بہت ساری محنت باقی ہے۔ افغان طالبان نے ملا عمرؒ کے دور سے شریعت کے نفاذ کے لیے جو جدوجہد کی ہے، اس سے ہمارا جذبہ بھی بلند ہوا ہے۔ البتہ اُمت کی مجموعی صورتحال یہ ہے کہ کتاب وسنت پر مبنی عہد حاضر کی اسلامی فلاحی ریاست اب ایک خواب بن چکی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو اسی عظیم مقصد کے لیے منتخب کیا تھا جو امام الانبیاء ﷺ کی زندگی کا مقصد اور مشن تھا۔ آج اُمت نے اس مقصد کو ترک کر دیا ہے، اسی وجہ سے ہم دنیا میں ذلیل وخوار ہیں۔ سابقہ اُمت مسلمہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

’’انہوں نے کہا اے موسیٰ! ہم تو ہرگز اس شہر میں داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ وہ اس میں موجود ہیں‘ بس تم اور تمہارا رب دونوں جاؤ اور جا کر قتال کرو‘ ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔‘‘ (المائدہ:24)

بنی اسرائیل نے اقامت دین کی جدوجہد سے، اللہ کے پیغمبر علیہ السلام کے مشن سے راہِ فرار اختیار کی، آج اُمت مسلمہ بھی اسی جرم کی مرتکب ہورہی ہے۔ یہ مملکت خداداد پاکستان جس کو اسلام کے نام پر لیا گیا مگر 77 برس ہو گئے ہم اللہ کے دین سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔ اللہ کی مدد کیسے آئے گی؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

’’اے ایمان والو اگر تم اللہ کی مدد کرو گے‘ اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جما دے گا۔‘‘ (محمد:7)

آج ہم مغلوب ہیں تو اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ اللہ کی مدد شامل حال نہیں ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ دنیا میں دوبارہ ہمیں عزت اور غلبہ حاصل ہو تو ہمیں اللہ کے دین کے لیے دوبارہ کھڑا ہونا ہوگا۔ یہی بات سورۃ آل عمران میں بیان ہوئی:

’’اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو پھر اس کے بعد کون تمہاری مدد کر سکتا ہے؟ اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔‘‘ (آل عمران:160)

آج ہمارا اصل مسئلہ یہی ہے۔ اللہ ہمیں پکار رہا ہے، حالانکہ اللہ کو حاجت نہیں ہے۔ وہ بے نیاز ہے، وہ ہماری بھلائی کے لیے ہمیں پکارتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ﴾ (الصف:14) ’’اے اہل ایمان! تم اللہ کے مددگار بن جاؤ‘‘

اسی آیت میں آگے وضاحت ہے کہ نصرت الٰہی سے مراد پیغمبر علیہ السلام کے مشن میں شامل ہونا ہے۔ یہ پکار تو لگی ہوئی ہے اور پھر یہ ہمارا دینی فریضہ بھی ہے کہ ہم اللہ کے دین پر عمل پیرا ہوں، اس کی دعوت بھی دیں اور اقامت دین کی جدوجہد میں شریک بھی ہوں۔ نماز بھی فرض ہے۔ اگر نماز قضا ہو جائے تو ہمیں افسوس ہوتا ہے۔ اقامت دین کی جدوجہد کے فریضہ میں شامل نہیں ہیں تو ہمیں افسوس ہوتا ہے؟ حالانکہ ہماری نجات اسی فریضہ کی ادائیگی سے جُڑی ہوئی ہے۔ جیسا کہ سورۃ العصر میں دائمی خسارہ سے بچنے کا بیان ہے۔ اسی طرح اُمت کا عروج وزوال بھی اسی فریضہ کی ادائیگی سے جڑا ہوا ہے۔ یہ کوئی اختیاری معاملہ نہیں ہے کہ دل چاہے گا تو اس فریضہ کو ادا کریں گے نہیں چاہے گا تو کوئی مسئلہ نہیں‘ بلکہ اس فریضہ کی ادائیگی ہر اُمتی کے ذمہ لازم ہے۔ یہ وہ اہم فریضہ ہے جس کے لیے اس اُمت کو کھڑا کیا گیا اور اسی فریضہ کی ادائیگی اللہ کے آخری رسول ﷺ کی زندگی کا مشن تھا۔ اللہ نے ہمارے لیے اپنے رسول ﷺ کی زندگی کو نمونہ بنایا ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب:21) ’’(اے مسلمانو!) تمہارے لیے اللہ کے رسول علیہ السلام میں ایک بہترین نمونہ ہے‘‘

نماز فرض ہے اس کا طریقہ ہم اُسوۂ رسول ﷺ سے لیتے ہیں۔ اسی طرح ہر دینی فریضہ کا طریقہ اُسوۂ رسول ﷺ سے لیتے ہیں لیکن جو سب سے اہم فریضہ ہے جس کو نبی اکرم ﷺ نے اپنی پوری زندگی کا مشن بنایا اس فریضہ کو ہم اہمیت ہی نہ دیں تو پھر ہم کیسے اُمتی اور کیسے مسلمان ہیں؟ اگر اس فریضہ کی ادائیگی کے لیے طریقہ آپ ﷺ کی زندگی سے نہ لیں تو یہ بھی ناقدری ہوگی۔ اس حوالے سے بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے ’’منہج انقلاب نبوی ﷺ‘‘ اور ’’رسول انقلاب ﷺ کا طریق انقلاب‘‘ کے عنوان سے تفصیل کے ساتھ ہمیں سمجھایا ہے۔ ان کتب سے استفادہ کرلیں تو اقامت دین کی جدوجہد کا پورا نقشہ ہمارے سامنے آ جاتا ہے۔

اہداف:

تنظیم اسلامی کی سطح پر ہر سال کچھ اہداف کا تعین کیا جاتا ہے۔ تاہم سال 2025ء کے لیے میں نے ساتھیوں کی مشاورت سے کچھ تبدیلیاں کی ہیں۔ ہم نے کچھ نیا کام نہیں کرنا۔ صرف کچھ چیزوں پر فوکس ہو کر کام کرنا ہے۔ تنظیم ہم سب نے مل کر بنی ہے۔ لہٰذا ہم سب نے ایک دوسرے کی معاونت کرنی ہے۔

دعوتی امور کی نگرانی:

برسوں سے تقاضا تھا کہ دعوتی امور کے حوالے سے مرکزی سطح پر بھی کچھ کیا جائے۔ بہتری کی گنجائش ہمیشہ ہوتی ہے۔ ہم نے ناظم اعلیٰ کے ساتھ خبیب عبدالقادر صاحب کا تقرر بطور مرکزی معاون دعوت کیا ہے۔ ان کی ذمہ داری ہوگی کہ ملک بھر میں دعوتی سرگرمیوں کی نگرانی اور معاونت کریں۔

تربیتی امور میں حلقوں کی معاونت:

سال بھر پورے پاکستان میں مبتدی، ملتزم، مدرسین اور نقبا وامرا تربیتی کورسز کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ ہمارا مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت اس ضمن میں نگرانی اور معاونت کرتا ہے اور اس شعبہ کے ذمہ داران پورا سال سفر میں رہتے ہیں۔ مشاورت کے بعد فیصلہ کیا گیا ہے کہ حلقے اپنے اپنے مقامات پر اجتماعات میں ذمہ داران کی تربیت کا اہتمام کریں گے اور مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت حلقوں کی اس کام میں معاونت کرے گا۔

2025ء کے نصف ثانی کی ملک گیر مہم:

ہر سال جولائی سے لے کر دسمبر تک ہم ششماہی مہم چلاتے ہیں۔ گزشتہ سال غزہ کے حوالے سے ہم نے یہ مہم جاری رکھی۔ اس سال ارادہ ہے کہ ہم اس مہم میں تنظیم اسلامی کی دعوت اور تعارف کو بھی شامل رکھیں گے تاکہ تنظیم کی دعوت عام ہو۔

حلقے کی سطح پر توسیع دعوت کا معاملہ:

تنظیم میں ایک روزہ، دوروزہ اور تین روزہ دعوتی مہم کا تصور پہلے بھی رہا ہے۔ اب ارادہ ہے کہ اس سلسلہ کو مزید بڑھایا جائے اور حلقہ جات کی سطح پر اس بات کا اہتمام کیا جائے کہ جہاں جہاں تنظیم اسلامی کا تعارف اور دعوت نہیں ہے وہاں جا کر تنظیم کی دعوت اور تعارف کو پھیلایا جائے۔

نئے رفقاء سے رابطے کی نگرانی:

الحمدللہ اس وقت ہمارے اس اجتماع میں ایک بڑی تعداد ان احباب کی ہے جو ابھی باقاعدہ تنظیم اسلامی میں شامل نہیں ہوئے مگر ان میں سے کئی ایک کا ارادہ ہے کہ وہ بیعت کریں گے۔ نئے رفقاء سے رابطہ تو نقیب نے کرنا ہے مگر اس کی نگرانی امیر حلقہ نے کرنی ہے۔

مقامی تنظیم کی سطح پر:

مقامی تناظیم کی سطح پر اُسرہ کے اجتماعات، حلقہ جات قرآنی، دعوتی اور تربیتی اجتماعات اب نظام العمل کے مطابق ہو رہے ہیں۔ اس پر مقامی اُمراء نے مزید فوکس کرنا ہے۔ ان شاءاللہ۔

شخصی جائزہ:

مقامی امیر کو نقیب کے ساتھ بیٹھ کر اُسرہ میں شامل رفقاء کے حوالے سے بات کرنا ہوتی ہے اور کہیں رہنمائی اور مشورہ کی ضرورت ہو تو اس میں معاونت کرنا ہوتی ہے۔ یہ تعلق جتنا مضبوط ہوگا اتنا ہی رفقاء کی کارکردگی بہتر ہوگی۔

اس پر ان شاء اللہ پہلے سے زیادہ فوکس کرنا ہے۔

سلسلہ مواخات کا تسلسل:

اُسرہ میں شامل دو دو رفقاء کی باہمی مواخات قائم کرنے کا سلسلہ پانچ ہزار رفقاء تک بڑھ چکا ہے۔ اس سلسلہ کو تمام رفقاء تک بڑھانا ہے۔ یہ مواخات کا معاملہ مستقل کرنے والا کام ہے۔ مقامی تناظیم کی سطح پر اس پر مزید توجہ کی ضرورت ہے۔

نقیب کی ذمہ داریاں:

ہر نقیب کے لیے دعوت و تربیت سمیت بہت سے کرنے کے کام ہیں۔ ایک اہم گوشہ جس میں بہتری کی خاصی گنجائش ہے وہ ذاتی ملاقات اور رابطہ ہے۔ ذاتی ملاقات کا اپنا اثر ہوتا ہے، پھر اپنے رفیق کے ذاتی احوال سے واقف ہونا بھی ضروری ہے تبھی علمی، اخلاقی اور روحانی اعتبار سے تربیت بھی دی جا سکے گی اور اگر رفیق کو کچھ مسائل درپیش ہوں تو ان کے اعتبار سے بھی رہنمائی دی جا سکے گی۔ ہر نقیب کو اس پر بھی فوکس کرنا ہے۔

مدرسین کی سطح پر:

مدرسین کے حوالے سے کرنے کے کاموں میں بہت زیادہ بہتری کی گنجائش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر طرح کے تکبر اور ریا سے محفوظ فرمائے اور سمع و طاعت کی پابندی کے ساتھ آگے بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مدرسین کے لیے جو نصاب متعین کیا گیا ہے اس کو انہوں نے لازماً مکمل کرنا ہے۔ مدرسین اس پر توجہ دیں اور ذمہ داران بھی اس کام کی نگرانی کریں۔ مدرسین کے لیے ہر سال ریفریشر کورس بھی ہوتا ہے۔ اس سے بھی مدرسین کو بہت فائدہ ہوسکتا ہے۔ مدرسین ان کورسز میں لازماً شرکت کریں۔

ملتزم رفقاء کی سطح پر:

ملتزم تربیتی کورسز میں بہتری کی ابھی کافی گنجائش موجود ہے۔ ملتزم رفقاء ان تربیتی کورسز میں لازماً شرکت کریں اور امرائے حلقہ جات بھی اس بات کا اہتمام کریں کہ زیادہ سے زیادہ ملتزم رفقاء تربیتی کورسز میں شامل ہوں۔ اس کے علاوہ اپنی فکر کی مضبوطی کے لیے بہت ضروری ہے کہ معین نصاب کا مطالعہ کیا جائے۔ کچھ کتب کا بھی تعین کیا گیا ہے۔ ملتزم رفقاء اس پر توجہ کریں۔

گھریلو اُسرہ:

دعوت دین میں اگر میں سارے جہاں کی فکر کر رہا ہوں مگر اپنے گھر والوں کی فکر نہیں ہے، گھر میں مقدور بھر دین کا نفاذ نہیں کر رہا تو یہ بہت بڑا سوالیہ نشان ہے۔ گھریلو اُسرہ اس حوالے سے بہترین ماحول فراہم کرتا ہے کہ گھر والوں کو دین کی دعوت دی جائے اور انہیں دین پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب دی جائے۔ تمام رفقاء گھریلو اُسرہ کا لازماً اہتمام کریں۔

مبتدی رفقاء کے لیے:

دنیوی امور میں ہم چاہتے ہیں کہ آگے سے آگے بڑھیں۔ دینی معاملات میں ہم کیوں پیچھے رہنا چاہتے ہیں۔ اگر کوئی مبتدی رفیق ہے تو اس کو کوشش کرکے ملتزم بننا چاہیے تاکہ دین میں اس کی ترقی ہو اور اجر میں بھی اضافہ ہو۔

تعلق مع اللہ:

اگر ہم اللہ کے دین کے کام کے لیے نکلے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے تعلق کے بغیر یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ سابق امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ اس حوالے سے مستقل توجہ دلاتے تھے کہ اللہ کے ساتھ تعلق کو مضبوط کیا جائے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ تلاوت قرآن، نوافل اور دعاؤں کا مسلسل اہتمام کریں۔

فکر آخرت:

آخرت کی فکر قرآن سے ملے گی۔ دو تہائی قرآن مکہ میں نازل ہوا۔ اس قرآن کو پڑھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کسی اور ہی عالم کی سیر کر رہے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ جان دینے کے لیے تیار تھے لیکن ایمان دینے کے لیے تیار نہیں تھے۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ انگاروں پر لیٹنے کے لیے تیار تھے لیکن کلمہ چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ حضرت سمیہ و یاسر رضی اللہ عنہما شہید ہونے کو تیار تھے لیکن محمد مصطفی ﷺ کا ساتھ چھوڑنے کو تیار نہیں تھے۔ کیا شے تھی جس نے ان کو اتنا مضبوط کیا ہوا تھا؟ وہ فکر آخرت تھی جو انہیں قرآن سے ملی۔ اس کے بعد حضور ﷺ کی احادیث سے ملے گی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے واقعات سے ملے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے آل یاسر رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرکے فرمایا تھا: ((اصبروا یا آل یاسر فان موعدکم الجنة)) ’’اے آل یاسر! صبر کرو، بے شک تمہارے لیے جنت کا وعدہ کیا گیا ہے۔‘‘

صحابہ رضی اللہ عنہم کا آخرت پر اتنا یقین تھا۔ آج ہم تنہائی میں بیٹھ کر سوچیں۔ ابھی موت آجائے تو ہم اللہ کے سامنے جانے کے لیے تیار ہیں؟ کیا ہمارے معاملات ماں باپ اور دیگر بندوں کے ساتھ ٹھیک ہیں۔ بحیثیت رفیق ہم بیعت کیے بیٹھے ہیں کیا سمع و طاعت کے حوالے سے میرے معاملات ٹھیک ہیں۔ اللہ مجھے اور آپ کو یقین عطا فرمائے۔

کردار کی گواہی:

ہم خلافت کا نظام قائم کرنے کھڑے ہوئے ہیں لیکن کیا ہمارا ساڑھے پانچ چھ فٹ کا وجود اس بات کی گواہی دے رہا ہے؟ اگر یہ ساڑھے پانچ چھ فٹ کا وجود گواہی نہ دے کہ مومن وہ ہے جس کو دیکھ کر اللہ یاد آئے (ترمذی) یعنی امتی وہ ہوگا جس کو دیکھ کر محمد رسول اللہ ﷺ یاد آئیں تو پھر یہ ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ اللہ کی مدد باغیوں، سرکشوں اور نافرمانوں کے لیے نہیں آتی۔ سورۃ النحل کے آخر میں فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿١٢٨﴾﴾ ’’یقیناً اللہ اہل تقویٰ اور نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔‘‘

ڈاکٹر اسرار احمدؒ منافقین کی چار نشانیوں والی حدیث اکثر سنایا کرتے تھے۔ آج ہمارا قومی مزاج بن چکا ہے کہ جب بات کریں تو جھوٹ بولیں، وعدہ کریں تو پورا نہ کریں، امانت میں خیانت، جھگڑا ہو جائے تو گالم گلوچ پر اُتر آئیں۔ کیا منافقین کا مزاج رکھنے والوں کے لیے اللہ کی مدد آسکتی ہے اور کیا اللہ کے دین کے غلبے کی جدوجہد ان کاموں کے ساتھ ہوگی؟ فجر میں سوتا رہوں اور بات کروں میں اقامت دین کی، فرائض کو پامال کروں، حرام کا ارتکاب کروں، خدانخواستہ گناہوں میں ملوث ہوں اور بات کروں اقامت دین کی تو یہ بڑا سوالیہ نشان ہے۔ غلطی ہو جانا الگ بات ہے، توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ مگر گناہ پر اڑے رہنا خطرناک عمل ہے۔ اڑے ہوئے لوگوں کے لیے اللہ کی مدد کا وعدہ نہیں ہے۔

داعی الی اللہ بننا:

ہر بندہ معلم نہیں بنے گا، مدرس نہیں بنے گا لیکن داعی ہر بندہ بن سکتا ہے۔ یہ مستقل کرنے کا کام ہے۔ اسی کام کے لیے اس اُمت کو کھڑا کیا گیا۔ ہر رفیق تنظیم کے لیے ضروری ہے کہ وہ داعی بنے۔ حضور ﷺ نے دعا دی ہے کہ اللہ اس بندے کو تروتازہ رکھے جو مجھ سے کوئی بات سنے اور اسی طرح دوسروں تک پہنچائے۔ (جامع ترمذی) اللہ ہمیں اس دعا کا مستحق بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

قرآن حکیم سے جوڑنا:

کتنے لوگ ہیں جو بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے دروس قرآن یا دورہ ترجمہ قرآن سن کر یا تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام دروس قرآن یا دورہ ترجمہ قرآن یا خلاصہ مضامین قرآن سن کر تنظیم اسلامی میں آئے ہیں یا اجتماع میں آئے ہیں، اب ان کو اس خزانے کو آگے بھی پہنچانا چاہیے۔ قارون سے اللہ نے کہا تھا: (وَ اَحْسِنْ كَمَاۤ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ) ’’اور احسان کر جیسا اللہ نے تجھ پر احسان کیا۔‘‘

بقول ڈاکٹر اسرار احمدؒ خزانے پر سانپ بن کر نہ بیٹھ جائیں

بلکہ جو سنا ہے اس کو دوسروں تک بھی پہنچائیں ۔ یہ بھی اس عظیم نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرنا ہے کہ لوگوں کو قرآن سے جوڑیں تاکہ مزید لوگ اقامت دین کی جدوجہد میں ہمارے دست و بازو بنیں ۔ اس تعلق سے گزشتہ سال میں نے ذکر کیا تھا کہ ہر مبتدی رفیق دو احباب پر محنت کرے، ہر ملتزم رفیق چار پر محنت کرے ۔ آسان ہدف ہے اپنے گھر والوں پر محنت کریں ۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو توفیق عطا فرمائے ۔

ترجیح دین و اجتماعیت:

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے بھی یہ سبق ہمیں اچھی طرح سمجھایا کہ دین کو ترجیح اول بنائیں ۔ میں دل سے عرض کرتا ہوں کہ جب دین میری اور آپ کی ترجیح بنے گا تو دنیا جو مجھے اور آپ کو پریشان کرتی ہے اللہ ذلیل کر کے میرے اور آپ کے قدموں میں ڈال دے گا ۔ آج جو اُمت ذلیل و رسوا ہے اگر یہ دین کو ترجیح بنا لے تو کل یہی عروج پر ہوگی ۔ قرآن میں ارشاد ہے:

''بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کا مال اس قیمت پر خرید لیے ہیں کہ ان کے لیے جنت ہے۔'' (التوبۃ:111)

اللہ کو کسی سودے کی حاجت نہیں ہے، وہ ہمیں ترغیب دلا رہا ہے۔ امام زین العابدینؒ نے فرمایا: یہ میری جان کوئی حقیر شے نہیں ہے کہ کسی گھٹیا کام میں لگاؤں، حالانکہ اس کے بدلے میں جنت حاصل کی جاسکتی ہے۔ قرآن میں اللہ نے فرمایا:

﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴾ (الحجر)

''اور اپنے رب کی بندگی میں لگے رہیں یہاں تک کہ یقینی شے وقوع پذیر ہو جائے۔''

بندگی کے تقاضوں میں اللہ کی بندگی کے نظام کو قائم کرنے کی جدوجہد بھی شامل ہے اور اس کے لیے جماعت سے جڑنا لازم ہے۔ لہٰذا میرے باس کا آرڈر بعد میں، میرے گھر کی پکار بعد میں، پہلے اجتماعیت کی پکار ہے۔ اگر اس پر ہم لبیک کہتے ہیں تو واقعتاً ہم آخرت کے معاملے میں سنجیدہ ہیں۔ اللہ مجھے اور آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

عزیمت کا راستہ:

اسلامی انقلاب A.C والے کمروں میں بیٹھ کر نہیں آسکتا۔ اسلامی انقلاب کی جدوجہد میں اس کائنات کی عظیم ترین شخصیت محمد مصطفیٰ ﷺ کا خونِ اطہر بہا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے اپنی جانیں دی ہیں۔ جنت کوئی اتنی ارزاں چیز نہیں ہے۔ اس کے لیے تو سخت آزمائشوں سے گزرنا پڑے گا:

''اور ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری سنا دیجیے صبر کرنے والوں کو۔'' (البقرہ:155)

اللہ تعالیٰ اس عزیمت کے راستے پر ہمیں آگے بڑھائے۔

یقین اور توکل:

50 ممالک کی افواج اور جدید ترین ٹیکنالوجی کے ہمراہ افغانستان پر چڑھائی کرنے والا امریکہ ذلیل ہو کر نکل گیا، افغان طالبان کا یقین اور توکل اللہ تعالیٰ پر تھا وہ آج بھی شان سے حکومت کر رہے ہیں۔ یہی یقین اور توکل حماس کے پاس ہے جس کی وجہ سے ساری دنیا کی نفرتیں اور لعنتیں اسرائیل سمیٹ رہا ہے۔ امریکہ کا مکروہ چہرہ جتنا اب کھل کر سامنے آیا ہے اتنا پہلے کبھی نہیں آیا تھا۔ اس میں ہمارے لیے بھی سبق اور ترغیب و تشویق کے پہلو ہیں۔

جہادِ مسلسل:

سورۃ العنکبوت میں فرمایا:

''اور جنہوں نے ہمارے لیے جہاد کیا ہم ضرور اپنی راہوں کی طرف ان کی رہنمائی کریں گے اور بے شک اللہ نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔'' (آیت:69)

جن کا توکل اور یقین اللہ پر ہوتا ہے وہ یہ نہیں سوچتے کہ اگر ہمیں اُٹھا لیا گیا، جیلیں بھر دی گئیں، قیادت کو گرفتار کر لیا گیا تو کام کیسے ہوگا؟ باطل قوتوں کی جنگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے، اللہ اس جنگ میں کسی کا محتاج نہیں ہے، آزمائش صرف ہماری ہے کہ ہم باطل کے خلاف اس جنگ میں اپنا حصہ ڈالتے ہیں یا نہیں، ہم اس کے مکلف ہیں جو ہمارے بس میں ہے۔ اللہ علی کل شیء قدیر ہے۔ اللہ کے خزانوں میں کوئی کمی ہے؟ اللہ کی طاقت میں کوئی کمی ہے؟ پریشانی کس بات کی ہے، اپنے منہج کو واضح رکھیں، نیت کو صاف رکھیں، اخلاص کے ساتھ اقامت دین کی جدوجہد میں لگ جائیں۔ اللہ راستے کھولے گا۔ اسی آیت کی تفسیر ایک حدیث قدسی میں آرہی ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''میرا بندہ مجھے دل میں یاد کرے میں بھی دل میں یاد کرتا ہوں، کسی مجلس میں یاد کرے، میں اس سے بہتر محفل میں اس کا ذکر کرتا ہوں، وہ ایک بالشت میری طرف آئے، میں ایک ہاتھ بھر اس کی طرف آتا ہوں۔ وہ ایک ہاتھ بھر میری طرف آئے، میں دو ہاتھ بھر اس کی طرف آتا ہوں۔ وہ چل کر میری طرف آئے، میں دوڑ کر اس کی طرف آتا ہوں۔''

اُٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے
پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص، توکل اور یقین کی دولت عطا فرمائے، ہدایت پر استقامت عطا فرمائے اور اجتماعیت کے جو تقاضے ہیں ان کو واقعتاً دل و جان سے قبول کرتے ہوئے عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(21 تا 26 نومبر 2024ء)

جمعرات 21 نومبر: مرکزی عاملہ کے اجلاس کی آن لائن صدارت کی۔
مدینہ منورہ میں قیام: عمرہ کے سفر کے دوران مدینہ منورہ میں قیام رہا۔ کئی احباب سے ملاقات ہوئی۔
منگل 26 نومبر: مکہ مکرمہ حاضری ہوئی۔ عمرہ کی سعادت حاصل کی۔
معمول کی سرگرمیاں: نائب امیر صاحب سے مستقل آن لائن رابطہ رہا اور تنظیمی امور انجام دیے۔
قرآنی نصاب کے حوالے سے ذمہ داریاں انجام دیں۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ — دعائے مغفرت

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کی مقامی تنظیم پشاور شہر کے امیر محترم کاشف منیر، مقامی تنظیم پشاور شہر کے نقیب اعلیٰ محترم علی منیر، رفیق مقامی تنظیم پشاور شہر محترم وقاص اشفاق کے ماموں اور رفیق مقامی تنظیم پشاور شہر محترم مفتی جمال صاحب وفات پا گئے ہیں۔ برائے تعزیت: 0345-9121006

☆ حلقہ پنجاب جنوبی کے منفرد اسرہ تونسہ شریف کے نقیب محترم رضا محمد گجر کی چھوٹی بھابھی وفات پا گئی ہیں۔
برائے تعزیت: 0333-6461909

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔
قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمَا وَارْحَمْهُمَا وَاَدْخِلْهُمَا فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمَا حِسَابًا يَّسِيْرًا

نبی رحمۃ للعالمین ﷺ

فسادیوں کی سرکوبی کے لیے نبی الملاحم بھی ہیں

سجاد سرور معاون شعبہ تعلیم و تربیت

نبی اکرم ﷺ کی سیرت و شمائل کو بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ کی رأفت و مودت اور آپ ﷺ کے رحمۃ للعالمین ہونے پر بہت زور دیا جاتا ہے جس سے یہ اخذ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ جو لوگ اسلام کو طاقت کے زور سے قائم و نافذ کرنا چاہتے ہیں، ان کا یہ طرزِ عمل نبی کریم ﷺ کی ان صفات سے متضاد ہے۔ جب کہ ہم بغور نبی کریم ﷺ کی سیرت کا جائزہ لیں تو اس میں نبی کریم ﷺ کی زندگی اہلِ کفر کے ساتھ کشاکش ہی میں گزری ہے۔ اور آپ ﷺ نے کافروں کو نہ صرف چیلنج کیا بلکہ میدانِ جنگ میں ان کا سامنا بھی کیا۔ آپ ﷺ کی سیرت کا ایک اہم باب مغازی سے تعلق رکھتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ایک صفاتی نام یا لقب ''نبی الملاحم'' بھی ہے، یعنی جنگوں والے نبی، آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں جہاں تقریباً اٹھائیس غزوات کا تذکرہ ملتا ہے، وہیں آپ ﷺ نے کئی سرایا بھی روانہ فرمائے۔ اسلامی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی تعداد تقریباً چھپن تھی۔

((سیدنا حذیفہ ؓ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کو مدینہ کے کسی راستہ میں ملا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں نبی رحمت ہوں، میں نبی توبہ ہوں، میں سب سے پیچھے آنے والا ہوں، میں حاشر ہوں اور میں جنگوں کا نبی ہوں))((کشف الاستار (120/3 ح 2378) مسند احمد (455/5) قال الشیخ زبیر علی زئی: سند حسن))

قرآن مجید کی سورۃ الانبیاء آیت 107 میں اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر حضرت محمد مصطفی ﷺ کو رحمۃ للعالمین کا لقب عنایت فرمایا: ارشادِ ربانی ہے ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ جہاد و قتال بھی نبی اکرم ﷺ کے رحمۃ للعالمین ہونے کی ہی ایک علامت ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ اس آیت کی تفسیر کے ذیل میں رقم طراز ہیں کہ " عالمین عالم کی جمع ہے جس میں ساری مخلوقات انسان، جن، حیوانات، نباتات، جمادات سبھی داخل ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ان سب چیزوں کے لئے رحمت ہونا اس طرح ہے کہ تمام کائنات کی حقیقی روح اللہ کا ذکر اور اس کی عبادت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس وقت زمین سے یہ روح نکل جائے گی اور زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے گا تو ان سب چیزوں کی موت یعنی قیامت آجائے گی اور جب ذکر اللہ و عبادت کا ان سب چیزوں کی روح ہونا معلوم ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ کا ان سب چیزوں کے لئے رحمت ہونا خود بخود ظاہر ہو گیا کیونکہ اس دنیا میں قیامت تک ذکر اللہ اور عبادت آپ ﷺ ہی کے دم قدم اور تعلیمات سے قائم ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے'' انا رحمة مهداة ''میں اللہ کی طرف سے بھیجی ہوئی رحمت ہوں۔ (اخرجہ ابن عساکر عن ابی ھریرۃؓ) اور حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' انا رحمة مهداة برفع قوم وخفض اخرين ''یعنی میں اللہ کی بھیجی ہوئی رحمت ہوں تا کہ (اللہ کے حکم ماننے والی) ایک قوم کو سربلند کردوں اور دوسری قوم (جو اللہ کا حکم ماننے والی نہیں ان کو) پست کر دوں (ابن کثیر) اس سے معلوم ہوا کہ کفر و شرک کو مٹانے کیلئے کفار کو پست کرنا اور ان کے مقابلے میں جہاد کرنا بھی عین رحمت ہے جس کے ذریعہ سرکشوں کو ہوش آ کر ایمان اور عمل صالح کا پابند ہو جانے کی امید کی جاسکتی ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (معارف القرآن)

ترتیبِ نزولی کے اعتبار سے قرآن مجید میں جہاد و قتال کے بارے میں سب سے پہلے سورۃ الحج میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو ''اذنِ قتال'' جاری فرمایا۔ آغاز میں صرف اپنے دفاع کے لیے لڑنے کی اجازت دی گئی، اسے ''دفاعی جہاد'' کہتے ہیں۔ اس کے بعد'' اقدامی جہاد'' کی بھی اجازت مل گئی، اسلام کا آخری غزوہ'' تبوک'' بھی ایک'' اقدامی جہاد'' تھا۔ اگرچہ نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں کفار سے بڑی بڑی جنگیں لڑی گئیں جن سے سب واقف ہیں تاہم، ہم یہاں ان چھوٹے چھوٹے جہادی دستوں کا ذکر کرنا چاہتے ہیں، جو نبی اکرم ﷺ نے خود تشکیل دیئے اور اپنے کسی صحابیؓ کو امیر بنا کر روانہ فرمایا۔ حدیث و سیرت کی کتابوں میں ان دستوں کے لیے'' سرایا'' کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔

'سرایا'' عربی زبان کا لفظ ہے اور'' سریۃ'' کی جمع ہے جس کے معنی فوج کی تھوڑی سی تعداد اور مختصر لشکر کے آتے ہیں۔ اس کے علاوہ عربی زبان کی جنگی اصطلاحات میں'' سریہ'' رات کے وقت جانے اور'' ساریہ'' دن کے وقت نکلنے کے لیے بولا جاتا ہے، اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس میں لشکر کا جانا پوشیدہ ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک لشکر کا وہ حصہ جو اس لشکر سے نکلتا ہے اور اسی میں واپس آتا ہے، وہ بھی سریہ کہلاتا ہے۔ سریہ کے شرکا کی تعداد زیادہ سے زیادہ پانچ سو تک ہوتی ہے۔ (المواھب اللدنیہ)

ذیل میں چند مشہور سرایا کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

(1) سریہ حضرت حمزہؓ: یہ سریہ رمضان شریف 1 ہجری میں واقع ہوا۔ اس کے قائد نبی اکرم ﷺ کے چچا اور رضاعی بھائی اسد اللہ والرسول حضرت حمزہ ؓ تھے۔ اس سریہ میں تیس مہاجر صحابہؓ شریک ہوئے، جب کہ دشمن کی تعداد اس سے کئی گنا زیادہ تھی۔ مقابلہ ایک قریشی قافلے سے تھا، جو شام سے سامانِ تجارت لے کر آرہا تھا۔ اس قافلے کا سردار ابو جہل تھا۔ اس کی فوج تین سو فوجیوں پر مشتمل تھی۔ مسلمانوں کا ارادہ تھا کہ ابو جہل کے قافلے پر حملہ کیا جائے، جو پورے شہر کا سامان تجارت لے کر آرہا تھا، تاکہ کفار پر معاشی ضرب لگائی جائے، جس سے ان کے ظلم کا زور ٹوٹ جائے۔

(2) سریہ حضرت عبیدہ بن حارثؓ:

یہ سریہ شوال 1 ہجری میں واقع ہوا۔ حضرت عبیدہ بن حارث ؓ اس کے قائد تھے۔ یہ سریہ ابوسفیان کے عزائم کو ناکام بنانے کے لیے تھا، جو بطنِ رابغ کے مقام پر دو سو آدمی لے کر مدینہ پر حملہ کی غرض سے پہنچنے والا تھا۔ اس سریہ میں ساٹھ مہاجر صحابہؓ شریک ہوئے۔ اس میں بھی کفار تعداد میں کہیں زیادہ تقریباً 200 تھے۔ جنگ کی تو نوبت نہ آسکی البتہ تیر اندازی ہوئی۔ یہی وہ سریہ ہے، جس میں حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ نے اسلام کی طرف سے پہلا تیر چلایا تھا۔

(3) سریہ حضرت عبداللہ بن جحشؓ اور پہلی غنیمت:

حضرت عبداللہ بن جحش ؓ کا دستہ سب سے پہلا دستہ ہے، جس نے غنیمت حاصل کی، اس اعتبار سے 2 ہجری میں وقوع پذیر ہونے والا یہ سریہ قابلِ ذکر ہے۔ حضرت عبداللہ بن جحش ؓ اس کے سردار تھے، اس دستے میں بارہ مہاجرین تھے۔ ان کو مقام نخلہ پر قریش کے تجارتی قافلے کی خبر لانے کے لیے بھیجا گیا تھا، اُس قافلے کے اندر عمرو بن حضرمی اور عبداللہ بن مغیرہ کے دو بیٹے عثمان اور نوفل قابلِ ذکر تھے۔ وہاں اتفاقی طور پر جنگ کی سی صورت حال پیش آگئی۔ اس دستے نے سب سے پہلے دو آدمی گرفتار کیے اور ایک کو قتل کر دیا۔ یہ جنگ اتفاق سے رجب کے مہینے میں پیش آئی تھی، جو حرمت والے مہینوں میں سے ہے، جن میں جنگ اور قتل و قتال کی ممانعت ہے، اس وجہ سے کفار کو مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈا کرنے کا موقع مل گیا۔

(4) سریہ بئر معونہ:

یہ سریہ ماہ صفر 4 ہجری میں لڑا گیا۔ اس میں مسلمانوں کی سرداری حضرت منذر بن عمرو انصاری ؓ کے پاس تھی۔ مسلمانوں کی تعداد صرف ستر حفاظِ قرآن صحابہ کرام ؓ پر مشتمل تھی، جب کہ ان کے پاس سامان جنگ بھی نہ ہونے کے برابر تھا، کیوں کہ یہ لوگ جنگ کے لیے نہیں

گئے تھے، بلکہ ابوبراء عامر کی پُرفریب درخواست کی بنا پر نجد میں تبلیغ کی خاطر نکلے تھے، کہ راستے میں عامر، رعل، ذکوان، اور عصیہ کے قبیلے والوں نے حملہ کر دیا اور سب کو شہید کر دیا۔ بعد میں یہ قبیلے مسلمان ہو گئے تھے۔

(5) غزوہ موتہ:

یہ لڑائی جمادی الاولیٰ 8ھ میں ہوئی۔ اس جنگ کی وجہ یہ تھی کہ نبی ﷺ نے بصریٰ کے حاکم ''شرجبیل'' کو دعوتِ اسلام دینے کے لیے حضرت حارث بن عمیر ؓ کو اپنے نامہ مبارک کے ساتھ روانہ کیا۔ اس نے نبی ﷺ کے سفیر کو شہید کر دیا، اس کی سزا کے طور پر حضور ﷺ نے یہ لشکر روانہ کیا۔ اس لشکر میں نبی ﷺ نے خود تو شرکت نہیں فرمائی تھی لیکن پھر بھی اسے غزوہ اس لیے کہا گیا، کیوں کہ نبی ﷺ نے اس لشکر کو بہت خاص خاص نصیحتیں فرمائی تھیں۔ اسلامی فوج کی تعداد صرف تین ہزار تھی، جبکہ شرجبیل کی فوج کی تعداد ڈیڑھ لاکھ تھی۔ اسلامی لشکر کا سردار حضرت زید بن حارثہ ؓ کو مقرر فرمایا گیا، مگر ساتھ ہی حضور ﷺ نے یہ وصیت بھی کی تھی کہ اگر یہ شہید ہو جائیں تو حضرت جعفر طیار ؓ کو سردار مقرر کیا جائے اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ کو سردار مقرر کیا جائے۔ وہ بھی شہید ہو جائیں، تو مسلمان جس کو چاہیں اپنا امیر بنا لیں۔ ان مٹھی بھر مسلمانوں کا کفار کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے اس قدر رعب بٹھایا کہ دشمن پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق تینوں علم بردار شہید ہو گئے، ان کے بعد جھنڈا حضرت خالد بن ولید ؓ کے پاس آیا اور انھوں نے دشمن کا اس زور سے مقابلہ کیا کہ دشمن کے نرغے سے نکلنے میں کامیاب ہوئے اس طرح فتح و نصرت نے اسلامی لشکر کے قدم چومے اور کفار کا سب غرور خاک میں مل گیا۔

(6) سریہ غالب بن عبداللہ لیثیؓ

یہ سریہ صفر 8ھ میں ہوا، مکہ سے 42 میل کے فاصلے پر واقع مقام کدید کی طرف حضور اکرم ﷺ نے غالب بن عبداللہ لیثیؓ کو پندرہ یا سولہ افراد کے ساتھ بنی ملوح قبیلے کی سرکوبی کے لیے بھیجا۔ نبی اکرم ﷺ نے انھیں ہدایت کی کہ دشمن پر اچانک حملہ کر دینا۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ نے اچانک ان پر حملہ کر دیا اور بہت سے مویشی لے آئے۔ بنی ملوح ایک بڑے لشکر کے ساتھ ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے، مگر اللہ تعالیٰ نے دشمن اور نبوی لشکر کے درمیان سیلابی پانی کو حائل کر دیا جس کی وجہ سے وہ ناکام و نامراد واپس لوٹ گئے۔ اس سے واپسی پر نبی المرسلین ﷺ نے انہی حضرت غالب بن عبداللہ لیثیؓ کو حضرت بشیر بن سعدؓ کے ساتھیوں کا بدلہ لینے کے لیے بھیجا۔ فدک کے مقام پر حضرت غالبؓ دو سو مسلمانوں کے ساتھ پہنچے اور حضرت بشیر بن سعدؓ کا بدلہ لیا۔ واضح رہے کہ رسول اکرم ﷺ نے شعبان 7ھ میں حضرت بشیر بن سعدؓ کو تیس آدمیوں کے ساتھ فدک میں بنو مرہ کی طرف بھیجا تھا۔ بنو مرہ کے قبیلے نے ان پر حملہ کر کے ان سب کو شہید کر دیا، صرف بشیر بن سعدؓ زندہ بچے، جنھیں وہ مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے تھے۔

(7) سریہ قطبہ بن عامرؓ

رسول اکرم ﷺ نے صفر 9ھ میں قطبہ بن عامرؓ کو 20 آدمیوں کے ساتھ بنو خثعم کے ایک قبیلے میں تبالہ نامی جگہ کی طرف بھیجا، یہ دس اونٹوں پر باری باری سفر کرتے اس علاقے میں پہنچ گئے۔ وہاں انھوں نے ایک آدمی کو گرفتار کر لیا۔ اس سے پوچھا تو اس نے چلا چلا کر لوگوں کو خبردار کرنا شروع کر دیا جس پر انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ دونوں لشکروں کے درمیان شدید لڑائی ہوئی، دونوں طرف سے بہت سے افراد زخمی ہوئے۔ قطبہ بن عامرؓ غنیمت میں کافی سارے اونٹ بکریاں لے کر مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

(8) جیشِ اسامہؓ

رسول اقدس ﷺ نے ربیع الاول 11ھ میں حضرت اسامہ بن زیدؓ کو سات سو فوجیوں کے ساتھ بلقا کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا۔ یہ آپ ﷺ کی زندگی کی آخری لشکر کشی ہے۔ آپ ﷺ نے اسامہ بن زیدؓ سے فرمایا: لشکر لے کر جاؤ اور اس جگہ، جہاں تمہارا باپ شہید ہوا تھا (اس سے موتہ کا مقام مراد ہے)، ان کو گھوڑوں کے نیچے روند ڈالو۔ یہ لشکر روانہ ہو کر مدینہ سے تین میل دور مقام جرف میں خیمہ زن ہوا۔ لوگ تیاری کر کے ساتھ شامل ہو رہے تھے کہ آپ ﷺ کی طبیعت زیادہ ناساز ہو گئی، اس شدت مرض میں بھی نبی الملاحم ﷺ نے وصیت فرمائی کہ اسامہؓ کا لشکر لازمی بھیج دینا۔ چنانچہ جانشین پیغمبر خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے عہد خلافت میں اسے روانہ کیا گیا، یہ دورِ صدیقی کی پہلی فوجی مہم تھی۔ اس لشکر میں اکثر صحابہؓ، جن میں حضرت عمر فاروقؓ جیسے جلیل القدر صحابہ کرامؓ بھی شامل تھے، اس لشکر کے ان حالات میں بھیجے جانے کے حق میں نہیں تھے۔ ان کا موقف تھا کہ: مدینہ منورہ خود خطرات میں گھرا ہوا ہے اس لیے لشکر کو بھیجنے کے لیے حالات سازگار نہیں ہیں۔ لیکن حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا: جس لشکر کو رسول اکرم ﷺ نے خود تیار کیا تھا، میں اسے ایک دن کے لیے بھی نہیں روکوں گا، چاہے تمھارے چلے جانے کے بعد یہاں ہمیں کیسے ہی حالات سے دوچار ہونا پڑے۔

اس لشکر کے جانے سے آس پاس کے مخالفین پر بڑا اچھا اثر ہوا۔ باغی یہ جان کر مرعوب ہو گئے کہ اگر مسلمانوں میں کسی قسم کی کمزوری ہوتی یا مدینہ کمزور ہوتا، تو خلیفۂ وقت حضرت ابوبکر صدیق ؓ اس لشکر کو روانہ نہ کرتے۔

چنانچہ علامہ عبدالحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں: جب جوش جہاد میں بھرا ہوا عساکرِ اسلامیہ کا یہ سمندر موجیں مارتا ہوا روانہ ہوا، تو اطراف و جوانب کے تمام قبائل میں شوکت اسلام کا سکہ بیٹھ گیا اور مرتد ہو جانے والے قبائل، یا وہ قبیلے جو مرتد ہونے کا ارادہ رکھتے تھے، مسلمانوں کا یہ دَل بادَل لشکر دیکھ کر خوف و دہشت سے لرزہ براندام ہو گئے اور کہنے لگے کہ اگر خلیفہ وقت کے پاس بہت بڑی فوج ریزرو موجود نہ ہوتی تو وہ بھلا اتنا بڑا لشکر ملک کے باہر کس طرح بھیج سکتے تھے؟ اس خیال کے آتے ہی ان جنگجو قبائل نے جنہوں نے مرتد ہو کر مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا پلان بنایا تھا خوف و دہشت سے سہم کر اپنا پروگرام ختم کر دیا بلکہ بہت سے پھر تائب ہو کر آغوش اسلام میں آ گئے اور مدینہ منورہ مرتدین کے حملوں سے محفوظ رہا۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت اسامہ بن زید ؓ کا لشکر مقام اُبنیٰ میں پہنچ کر رومیوں کے لشکر سے مصروف پیکار ہو گیا اور آخر کار بہت ہی خوں ریز جنگ کے بعد لشکرِ اسلام فتح و ظفر کے پھریرے لہراتا ہوا، بے شمار مال غنیمت لے کر چالیس دن کے بعد فاتحانہ شان و شوکت کے ساتھ مدینہ منورہ واپس پہنچا۔ جانشین رسول خلیفۂ بلا فصل سیدنا صدیق اکبر ؓ کے اس صائب فیصلے نے ایک طرف تو رومیوں کی عسکری طاقت کو تہس نہس کر دیا اور دوسری طرف مرتدین کے حوصلوں کو بھی پست کر دیا۔

لہٰذا ہمیں یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ باطل نظام کو ہٹانے اور دینِ حق کو غالب کرنے کے لیے جدوجہد کرنا اور اگر اس راستے میں کفار مزاحمت کریں تو ان کے خلاف جنگ کرنا بھی عین رحمت کا تقاضا ہے۔ جس طرح کار آمد پودوں کو پروان چڑھانے کے لیے ضروری ہے کہ زہریلی جڑی بوٹیوں کو جڑ سے اکھاڑ دیا جائے اور ان کی صفائی کی جاتی رہے اس طرح ایک خوشحال اور پُرامن معاشرہ کو قائم کرنے اور قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ شر پسندوں اور فساد مچانے والوں کی سرکوبی کی جائے۔ پس ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ رحمۃ للعالمین ہونے کے ساتھ ساتھ نبی الملاحم بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی اپنے مومن بھائیوں کے لیے رأفت و رحمت والا رویہ اپنانے اور باطل نظام کے خلاف جدوجہد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

پاکستان کو موجودہ سنگین حالات سے نکالنے کا واحد فارمولہ یہی ہے کہ صاف وشفاف جمہوریت کو راستہ دیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ جس مقصد کے لیے پاکستان بنایا گیا تھا اس کے حصول کی جدوجہد بھی کی جائے: خورشید انجم

سابقہ فاٹا کے علاقوں میں پرانی رنجشوں اور فرقہ وارانہ کشیدگی کو کم کرنے میں مذہبی اور دینی حلقوں کو بھی اپنا کردار ادا کرنا ہوگا: رضاء الحق

حکومت نے ایک جماعت سے احتجاج کا آئینی اور قانونی حق چھین کر فاشزم کا ثبوت دیا ہے: مشتاق احمد خان

پاراچنار اور کرم میں قیام امن کے لیے ملی یکجہتی کونسل کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے: پروفیسر محمد ابراہیم

ضلع کرم میں بدامنی کی بنیادی وجہ حکومت کا معاہدوں پر عمل درآمد نہ کروانا ہے: دلدار حسین

وفاقی دارالحکومت میں احتجاج اور سانحہ کرم کے موضوعات پر پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف تجزیہ نگاروں اور دانشوروں کا اظہارخیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: پاراچنار سے پشاور آنے والے ایک قافلے پر دہشت گردانہ حملے میں 50 سے زائد افراد کی شہادت اور 100 سے زائد کے زخمی ہونے کی اطلاعات ہیں۔ یہ کشیدگی کافی عرصہ سے چل رہی ہے جس میں اب تک سینکڑوں شہادتیں ہو چکی ہیں۔ کیا یہ قبائلی سطح کا معاشی تنازعہ ہے یا فرقہ وارانہ تنازعات کا شاخسانہ ہے؟

خورشید انجم: اس علاقے میں یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں ہے بلکہ انگریزوں کے دور سے یہ تنازعات چل رہے ہیں اور ان کی بنیادی وجہ زمینی تنازعہ ہے۔ چونکہ ان علاقوں میں لینڈ ریکارڈ نہیں ہے لہٰذا قبضہ کے لیے قتل و غارت ہوتی رہتی ہے۔ پھر وہاں کے لوگوں کا مزاج بھی اس طرح کا ہے کہ معمولی باتوں پر بندوقیں نکل آتی ہیں۔ تیسری وجہ فرقہ وارانہ ہے۔ پاراچنار اور کرم میں زیادہ تر علاقہ اہل تشیع کے پاس ہے جبکہ صدہ کا علاقہ اہل سنت کے پاس ہے۔ کرم سے جو راستہ پشاور کو جاتا ہے وہ صدہ سے ہو کر جاتا ہے۔ اطلاعات کے مطابق حالیہ واقعہ میں پہلے ایک شیعہ کے قتل کی غلط افواہ پھیلی جس کے نتیجہ میں اہل تشیع نے اہل سنت کے ایک قافلے پر حملہ کر کے درجنوں لوگوں کو شہید کر دیا اور تقریباً دس گاڑیوں کو جلا دیا جن میں سے ایک پولیس کی گاڑی بھی تھی جو سیکیورٹی کے لیے قافلے کے ساتھ تھی۔ اس کے جواب میں تین حملے کیے گئے جن میں 50 کے قریب لوگ شہید اور 100 کے قریب زخمی ہوئے جن میں شیعہ بھی تھے اور سنی بھی تھے۔ اس کے بعد بگن نامی گاؤں کو آگ لگا دی گئی اور لوٹ مار بھی کی گئی۔ کہا جا رہا ہے کہ اس میں اہل تشیع سے منسلک زینبیون نامی ایک عسکری تنظیم ملوث ہے۔ اس تنظیم کے کمانڈر تہران توری کی اس حوالے سے متنازعہ گفتگو بھی سامنے آئی ہے۔ اس کے بعد ایک بزرگ شخص کا سر کاٹ کر لٹکایا گیا جو کہ دوسرے فریق کو اشتعال دلانے کا ایک طریقہ تھا۔ اس کے بعد حالات مزید خراب ہو گئے ہیں۔ پاراچنار اور ضلع کرم میں شیعہ سنی فسادات پہلے بھی ہوتے رہتے تھے لیکن حالیہ واقعات نے بہت بڑی کشیدگی کو جنم دیا ہے جس سے ملک دشمن عناصر بھی فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ اس وقت پوری دنیا کی نظریں پاکستان پر ہیں۔ خاص طور پر امریکہ اور بھارت تو اس موقع کی تلاش میں ہیں کہ یہاں عراق جیسے حالات پیدا کیے جائیں۔

مرتب: محمد رفیق چودھری

رضاء الحق: شیعہ سنی تنازعات کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ اسلام کی تاریخ میں سب سے پہلا نقب جو یہود نے اس امت میں لگایا وہ یہی تھا۔ اس سازش کے بیج بونے والا ابن سبا یہودی تھا۔ آج قومی ریاستوں کا دور ہے اور ایسی ریاستوں کے بہت سے دشمن ہوتے ہیں جو موقع کی تلاش میں ہوتے ہیں کہ کسی طرح اس ریاست کو اندرونی طور پر کھوکھلا کیا جائے۔ اس سے پہلے بھی پاکستان کو کمزور کرنے کے لیے ایسے ہتھکنڈے استعمال ہوتے رہے ہیں۔ 1980ء کی دہائی میں جھنگ میں اہل سنت کی مساجد کے سامنے سے ایک وین گزرتی تھی اور فائرنگ کرتی تھی۔ کچھ گھنٹوں بعد وہی وین امام بارگاہوں کے پاس سے گزرتے ہوئے فائرنگ کرتی تھی۔ دوطرفہ بے شمار شہادتیں ہوتی تھیں اور الزام ایک دوسرے پر لگایا جاتا تھا۔ اس طرح کے فسادات کروا کر درحقیقت بیرونی قوتیں اپنے مقاصد حاصل کرنا چاہتی ہیں۔

سوال: یہ سازشیں 70 سال سے جاری ہیں اور ہم ان کا شکار ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ آخر ہم اس کا کوئی دیرپا حل کیوں نہیں نکالتے؟

رضاء الحق: دیرپا حل نکالنے کے لیے کسی علاقے پر سویلین کنٹرول کا مضبوط ہونا انتہائی ضروری ہوتا ہے۔ سابقہ فاٹا کے علاقوں میں کبھی بھی حکومت کی رٹ مکمل طور پر قائم نہیں رہی۔ یہ فیڈرلی ایڈمنسٹرڈ علاقہ تھا جس کو وفاق وہاں کے پولیٹیکل ایجنٹس کے ذریعے کنٹرول کرتا تھا۔ لیکن یہ کنٹرول برائے نام تھا۔ حقیقت میں ان علاقوں کو صوبوں کے تحت ہونا چاہیے تھا۔ اس وقت خیبر پختونخوا میں تحریک انصاف کی حکومت ہے جو وفاق میں مظاہروں میں مصروف تھی جبکہ فاٹا میں اس وقت اس کا بھی کنٹرول نہیں ہے۔ اس صورتحال سے دہشت گرد فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔ ویسے تو امریکہ اور میکسیکو کے بارڈرز پر بھی مسائل پیدا ہوتے ہیں مگر وہاں کی حکومتیں ان کو حل کرنے کی باقاعدہ کوشش کرتی ہیں جبکہ ہمارے ہاں سول انتظامیہ کی ان خطوط پر تربیت ہی نہیں کی گئی کہ وہ اس بارڈر کو کنٹرول کر سکے۔ جب تک یہ کام نہیں کیا جائے گا حالات کنٹرول میں نہیں آسکتے۔ اس کے ساتھ ساتھ دینی حلقوں کو بھی پرانی رنجشوں اور فرقہ وارانہ کشیدگی کو کم کرنے کے لیے اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔

سوال: کیا کرم اور پاراچنار میں تنازعات کو ختم کرنے کے لیے مقامی جرگہ، وہاں کی دینی جماعتیں یا پھر ملی یکجہتی کونسل کوئی کردار ادا نہیں کر سکتیں؟

پروفیسر ابراهیم: یقیناً ملی یکجہتی کونسل کردار ادا کر

سکتی ہے۔اس سے پہلے بھی اس نے کوشش کی ہے لیکن اب زیادہ منظم کوشش کی ضرورت ہے۔یہ لڑائی انگریز کے دور سے جاری ہے۔ پارا چنار میں اہل سنت و اہل تشیع دونوں کا اس بات پر بھی جھگڑا ہوتا تھا کہ کس کی مسجد کا مینار اونچا ہوگا۔اس پر بھی بہت سے لوگ لقمہ اجل بنے۔یعنی معمولی باتوں پر بھی خون خرابہ ہوتا رہتا ہے۔بہر حال ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ملی یکجہتی کونسل کو بھی اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ہم اس حوالے سے کوشش میں لگے ہوئے ہیں، دونوں طرف کے علماء سے رابطے کر رہے ہیں۔

سوال: پاراچنار اور کرم کی تازہ ترین صورتحال کیا ہے اور آپ کی نظر میں تنازعات کا حل کیا ہے؟

دلدار حیسن: اس علاقے میں شیعہ سنی فسادات 1938ء سے جاری ہیں۔حالیہ واقعات سے قبل اہل سنت کو ان کے آبائی گاؤں پاراچنار سے بے دخل کیا گیا، ان کے بے شمار لوگوں کو بے دردی سے قتل کیا گیا۔پھر مری معاہدہ طے پایا، اس کے بعد بھی ابھی تک امن قائم نہیں ہوسکا۔12 اکتوبر کو اہل سنت کے ایک قافلہ پر اہل تشیع کی زینبیون نامی عسکری تنظیم نے حملہ کر کے 16 معصوم بچوں اور عورتوں کو شہید کر دیا۔جس کی وجہ سے حالات ایک مرتبہ پھر خراب ہوگئے۔حکومت نے 62 مطلوب افراد کی فہرست انجمن حسینیہ کے حوالے کی لیکن انجمن حسینیہ نے اپنے لوگوں کو حکومت کے حوالے کرنے سے مسلسل انکار کیا جس کے نتیجے میں نامعلوم افراد کی طرف سے 21 نومبر 2024ء کو ایک قافلے پر حملہ کیا گیا جس میں اہل سنت اور اہل تشیع دونوں کے افراد جاں بحق ہوئے۔حملہ آوروں کی ابھی تک شناخت نہیں ہوسکی۔اس کے بعد اہل تشیع کے لوگ اہل سنت کے بگن شہر پر حملہ آور ہوئے اور وہاں بے دردی سے عورتوں اور بچوں کو زندہ جلایا گیا۔ایک ڈاکٹر فیملی کو اغوا کر کے لے جایا گیا۔کرم ایجنسی میں امن وامان کی صورتحال مسلسل بگڑتی جارہی ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ امن معاہدوں پر عمل درآمد نہیں ہورہا۔حکومت کو چاہیے کہ معاہدوں پر عمل درآمد کروائے۔ وہاں سیکیورٹی فورسز کی چوکیاں بنائی جائیں اور پاراچنار کے اہل سنت کو علاقہ بدر نہ کیا جائے کیونکہ ان کی موجودگی سے وہاں امن کی صورت حال روز بروز بہتر ہوتی جائے گی۔اگر اہل تشیع وہاں آئی ڈی پیز کو نہیں رہنے دیتے اور مری معاہدے پر عمل نہیں کرتے تو امن وامان کو برقرار رکھنا حکومت کے لیے مشکل ہو جائے گا۔

سوال: ان حالات میں جبکہ بیلا روس کے صدر اپنے ایک تجارتی قافلے کے ہمراہ پاکستان کے دورے پر تھے پی ٹی آئی کا اسلام آباد کی طرف مارچ کرنا اور ملک کو انتشار کی نذر کرنا کیا دانشمندانہ فیصلہ تھا؟

مشتاق احمد خان: میں اس فیصلے کو بالکل دانشمندانہ ، جمہوری ، آئین اور دستور کی بالادستی اور عوام کے حق حکمرانی کے تحفظ والا فیصلہ سمجھتا ہوں۔اپنے آئینی حقوق کے لیے مطالبات پیش کرنا اور مظاہرے اور جلوس نکالنا عوام کا آئینی حق ہے۔دنیا کے ہر ملک میں اس کو تسلیم کیا جاتا ہے۔یہ کوئی انوکھا اور غیر متوقع معاملہ ہرگز نہیں تھا۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ ایک پارٹی کا آپ نے مینڈیٹ چھین لیا، انتخابی نشان چھین لیا، اس کے لیڈر کو جیل میں بھیج دیا۔ ملکی اور ریاستی ادارے اس کے خلاف استعمال کیے، پھر اس سے احتجاج کا حق بھی چھین لیا۔اب آپ ان سے ان کا حق زندگی بھی چھین رہے ہیں۔آخر وہ کیا کریں؟ دوتہائی مینڈیٹ ان کو عوام نے دیا تھا وہ عوام کی امانت ہے۔ عوام کے حق حکمرانی پر ڈاکہ ڈالنا کہاں کا انصاف ہے۔اس پر ان کا احتجاج بالکل جائز تھا لیکن حکومت نے ان سے احتجاج کا حق بھی چھین کر فاشزم کا ثبوت دیا ہے۔یہ جمہوریت پر حملہ ہے۔انہوں نے تین چار دن کوئی توڑ پھوڑ نہیں کی لیکن اس کے باوجود حکومت نے ریاستی اداروں کو جس طرح اس جماعت کے خلاف جبر کے لیے استعمال کیا ہے اس کی میں مذمت کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کے نتیجے میں پاکستان میں سیاسی استحکام نہیں آئے گا۔اگر سیاسی استحکام نہیں ہوگا تو معاشی استحکام بھی نہیں ہوگا اور پاکستان مزید مسائل ومشکلات سے دوچار ہوگا۔

> **ریاستی جبر کے نتیجے میں پاکستان میں سیاسی استحکام نہیں آئے گا۔اگر سیاسی استحکام نہیں ہوگا تو معاشی استحکام بھی نہیں ہوگا اور پاکستان مزید مسائل و مشکلات سے دوچار ہوگا۔**

سوال: پی ٹی آئی کی فائنل کال اور ان کے مطالبات اپنی جگہ لیکن احتجاج کے لیے اسلام آباد میں آئے ہوئے لوگوں کے ساتھ حکومتی طرز عمل ، پکڑ دھکڑ ، مار پیٹ کے علاوہ پورے ملک کو جام کر کے عوام کی زندگی اجیرن بنانا قانونی اور اخلاقی لحاظ سے کیا درست عمل ہے؟

رضاء الحق: پاکستان کی پوری تاریخ میں سیاسی جماعتوں کا یہ طرز عمل رہا ہے کہ جب وہ حکومت سے باہر ہوتی ہیں تو آئین وقانون کی پاسداری، امن، محبت، بھائی چارہ اور انسانی حقوق کی باتیں بڑے زور وشور سے کرتی ہیں لیکن جب کسی جماعت کو حکومت مل جاتی ہے تو یہ سارے آئینی اور اخلاقی تقاضے اس کو بھول جاتے ہیں۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ پاکستان کو لاحق خطرات کی وجہ سے یہ ملک شروع سے ہی سیکیورٹی سٹیٹ بن گیا تھا اور کسی بھی سیکیورٹی سٹیٹ میں اسٹیبلشمنٹ کا کردار بڑھ جاتا ہے۔ہمارے ہاں سیاست دانوں نے بھی اسٹیبلشمنٹ کا کندھا استعمال کرنے کی ہمیشہ کوشش کی ہے جس کی وجہ سے سویلین کنٹرول کم ہوگیا۔حالانکہ ریاست کا بنیادی کام عوام کے حقوق کا تحفظ کرنا ہوتا ہے۔ ہمارے آئین کی دفعات 7 سے لے کر 28 تک بنیادی انسانی حقوق کے متعلق ہیں۔آرٹیکل 15 اور 16 میں یہ بھی درج ہے کہ عوام کو آئینی دائرہ کار کے اندر اظہار رائے کی مکمل آزادی ہے۔اس لحاظ سے حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کو اپنے حقوق اور مطالبات کے لیے احتجاج کا حق دے۔آج تک تمام سیاسی پارٹیاں مظاہرے اور احتجاج کرتی آئی ہیں، اگرچہ ان پر بھی سختیاں کی گئیں اور پابندیاں عائد ہوتی رہی ہیں لیکن حالیہ حکومت کا جو طرز عمل ہے ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا۔دوسری طرف یہ بات بھی درست ہے کہ جب عمران خان وزیر اعظم تھے تو اپنی تقاریر میں کہا کرتے تھے کہ یہ لوگ روز احتجاج کے لیے آجاتے ہیں جس سے معیشت کا نقصان ہوتا ہے اور دیگر ممالک کے وفود یا سربراہان آئے ہوتے ہیں۔ OIC کانفرنس کے انعقاد کے وقت بھی اسلام آباد میں ایک مذہبی سیاسی جماعت دھرنا دیئے بیٹھی تھی۔بدقسمتی سے تمام سیاسی جماعتوں کا طرز عمل کوئی مثالی نہیں رہا تاہم مارشل لاء سے پھر بھی جمہوریت بہتر ہے۔ اگرچہ اس میں بھی صرف چہرے ہی بدلتے ہیں نظام نہیں بدلتا۔ہم پارلیمانی نظام اور جمہوریت چاہتے ہیں تو پھر ہمارا طرز عمل بھی اس کے مطابق ہونا چاہیے۔تمام سیاسی جماعتوں کو ذمہ داری کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔اس طرح کے بیانات سے گریز کرنا چاہیے جیسا کہ سابق خاتون اول نے ایک برادر اسلامی ملک کے حوالے سے دیا یا جیسے بیانات وفاقی وزیر داخلہ دے رہے ہیں۔اس کے علاوہ تمام سٹیک ہولڈرز کو بھی ذمہ داری کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

سوال: پی ٹی آئی کے مطالبات میں عمران خان اور گرفتار کارکنان کی رہائی، 26 ویں آئینی ترمیم کے خاتمے اور چوری شدہ مینڈیٹ کو واپس کرنے جیسے چار بڑے مطالبات بھی شامل تھے۔کیا آپ کی نظر میں فائنل کال کے لیے ایسے مطالبات لے کر سڑکوں پر آنا، اس طرح کا احتجاج کرنا اور لوگوں کی زندگی اجیرن بنانا منطقی اور آئینی لحاظ سے درست تھا؟

خورشید انجم: ان مطالبات سے یہ محسوس ہو رہا ہے کہ یہ اس بات کا ردعمل ہے کہ اس جماعت کو دیوار کے ساتھ لگانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ماضی قریب میں الیکشن کمیشن کا رویہ اور اس جماعت کے کارکنوں کی پکڑ دھکڑ اور جبر نے شاید ایسے حالات پیدا کر دیئے ہیں۔ حالیہ واقعات میں بھی حکومت کو زیادہ سے زیادہ راولپنڈی یا اسلام آباد کے راستے بند کرنے چاہئیں تھے لیکن اس کے برعکس حکومت نے پورے ملک کو گویا جام کر دیا۔ موجودہ حکومت میں شامل جماعتیں بھی اپنے دور میں اسلام آباد میں دھرنے اور احتجاج کرتی رہی ہیں مگر ان کے ساتھ اس طرح کا سلوک نہیں کیا گیا۔ بہرحال پی ٹی آئی کے مطالبات کسی حد تک جائز ہیں۔ کیونکہ ان کے راستے بند کیے گئے، ان کو دیوار کے ساتھ لگانے کی پوری کوشش کی گئی۔ گویا انہیں اس پر مجبور کیا گیا ہے۔ پھر جس مضحکہ خیز طریقے سے فارم 47 کے ذریعے مینڈیٹ چوری کیا گیا ہے اور جس طرح سے 26ویں آئینی ترمیم پاس کی گئی ہے اس کے بعد تو ایسے حالات پیدا ہونے ہی تھے۔ جبکہ بہترین حل یہ تھا کہ صاف و شفاف الیکشن کروا دیئے جاتے، عوام کو ووٹ کا حق دیا جاتا، عوام جس کو منتخب کرتے، اس کے حوالے حکومت کر دی جاتی۔

سوال: بے شک پی ٹی آئی کا مینڈیٹ چوری ہوا اور ان کو قانونی حق نہیں دیا جا رہا لیکن فائنل کال میں اس کے جو مطالبات سامنے آئے ان میں سے ایک بڑا مطالبہ یہ بھی تھا کہ عمران خان کو رہا کیا جائے۔ کیا دنیا میں کہیں ایسا ہوا ہے کہ احتجاج کے ذریعے کسی قیدی کو رہا کروایا جائے؟

مشتاق احمد خان: دنیا میں کبھی ایسا ہوا ہے جیسا کہ پرویز مشرف کے خلاف فیصلہ دیا کہ اس کو پھانسی دینے کے بعد اس کی لاش کو ڈی چوک میں لٹکایا جائے لیکن بجائے اس کے اس کو ایئرپورٹ لے جا کر دوبئی فرار کروایا گیا اور پھر اس کی رپورٹ لائی گئی کہ وہ تو سخت بیمار ہے لیکن اگلے ہی روز دوبئی سے اس کی ویڈیو بھی سامنے آ گئی جس میں وہ ایک پارٹی میں ڈانس کر رہا تھا۔ پی ٹی آئی کا اصل مطالبہ مینڈیٹ کی واپسی کا تھا۔ جہاں صورتحال یہ ہو کہ ایک طرف الیکشن کمیشن ریاست کی پشت پناہی میں آپ کے مینڈیٹ پر ڈاکہ ڈال رہا ہو اور دوسری طرف جب آپ الیکشن ٹربیونل میں جاتے ہیں تو 9 ماہ ہو گئے 85 فیصد انتخابی مسائل پر اس نے فیصلہ نہیں دیا۔ حالانکہ قانون کے مطابق 6 ماہ کے اندر الیکشن ٹربیونل فیصلہ دینے کا پابند ہے۔ ان حالات میں PTI کیا کرے؟ اس نے جو مطالبات رکھے، آپ کو چاہیے تھا جو جائز مطالبات تھے آپ مان لیتے اور باقی کچھ کے بارے میں آپ کہتے کہ ہم بیٹھ کر گفتگو کرتے ہیں اور کچھ کو بے شک رد کر دیتے۔ بجائے اس کے آپ کہیں کہ ہم آپ کو نہیں چھوڑیں گے، گولیاں برسا کر سب کو گرائیں گے۔ دیکھیں یہ گولیاں عوام کے لیے نہیں ہوتیں، یہ عوام کے تحفظ کے لیے ہوتی ہیں۔

سوال: فی الوقت تو حکومت نے پی ٹی آئی کی فائنل کال کو دبا دیا ہے اور اسلام آباد سمیت پورے ملک کے حالات معمول کی طرف جاتے دکھائی دیتے ہیں لیکن بہرحال کشیدگی ختم نہیں ہوئی۔ علی امین گنڈاپور نے بھی کہا ہے کہ تحریک جاری رہے گی۔ آپ یہ بتائیے کہ اس سیاسی ہیجان کی کیفیت کا حل کیا ہے؟

> **ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر اسلام پاکستان کا باپ ہے تو جمہوریت اس کی ماں ہے۔ لہٰذا اس کی بقاء اور سلامتی کے لیے دونوں ناگزیر ہیں۔**

مشتاق احمد خان: سیاسی ہیجان ہو، معاشی بحران ہو، داخلی و خارجی خطرات ہوں، ان سب مسائل کا حل صرف یہ ہے کہ عوام کے مینڈیٹ کا احترام کیا جائے۔ دستور کی بالادستی ہو، چوکیدار صرف چوکیداری کرے، وہ مالک نہ بنے۔ دستور کے مطابق اس ملک کے مالک صرف عوام ہیں جو قرآن و سنت کے دائرہ میں رہتے ہوئے اپنے حق حکمرانی کو استعمال کرتے ہیں اور اپنے ووٹ سے نمائندوں کا انتخاب کرتے ہیں۔ دستور کی اس روح پر عمل درآمد ہو۔ جب تک اسٹیبلشمنٹ کی بالادستی ختم نہیں ہوگی، عوام کے مینڈیٹ کا احترام نہیں کیا جائے گا، با اختیار اور خود مختار پارلیمنٹ نہیں ہوگی، دستور کی بالادستی قائم نہیں ہوگی تو مسائل حل نہیں ہوں گے۔

سوال: اس وقت پاکستان کو سیاسی اور معاشی طور پر جو مسائل درپیش ہیں اور جس طرح پاکستان سفارتی تنہائی کا شکار ہے، ان حالات میں کیا تنظیم اسلامی کے پاس کوئی ایسا فارمولہ ہے کہ پاکستان میں دیرپا امن بھی قائم ہو اور ملک ترقی اور خوشحالی کے راستے پر بھی گامزن ہو سکے؟

خورشید انجم: دیکھئے بظاہر عارضی حل تو یہی ہے کہ جمہوریت کو چلنے دیا جائے۔ مارشل لاء کسی صورت میں بھی ملک کے لیے مفید ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ اس صورت میں یہی تاثر جائے گا کہ پنجاب کی حکومت ہے جس سے صوبائی اور علاقائی عصبیت بڑھے گی۔ پاکستان کا قیام بھی جمہوری عمل کے ذریعے ممکن ہوا تھا اور اس کو چلایا بھی جمہوریت کے ذریعے ہی جا سکتا ہے۔ لہٰذا جمہوری عمل جاری رہنا چاہیے اور غیر جمہوری قوتوں کی مداخلت سے پاک جمہوریت ہونی چاہیے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مسلم لیگ کو کامیابی دو قومی نظریہ کے ذریعے ملی۔ 1937ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کو شکست ہوئی تھی اور جو حکومت بنی اس کے طرز عمل سے یہ ثابت ہو گیا تھا کہ متحدہ وفاق میں مسلمانوں کے حقوق کا دفاع ممکن نہ ہوگا۔ اسی لیے 1946ء کے انتخابات میں جب مسلم لیگ نے دو قومی نظریہ کی بنیاد پر یہ نعرہ لگایا کہ ''مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ''، تو مسلمانوں کی اکثریت نے مسلم لیگ کو ووٹ دیا اور اس کے نتیجہ میں پاکستان کا معرض وجود میں آنا ممکن ہوا۔ گویا کہ یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے۔ یعنی ایک نظریہ کی بنیاد پر بنا ہے۔ اس کی بقاء اور سلامتی بھی اسی نظریہ کے نفاذ پر منحصر ہے۔ لہٰذا موجودہ حالات سے نکلنے کے لیے واحد فارمولہ یہی ہے کہ ملک میں صاف و شفاف جمہوریت بھی چلنے دی جائے اور اس کے ساتھ ساتھ جس مقصد کے لیے پاکستان بنایا گیا تھا اس کے حصول کی جدوجہد بھی کی جائے۔ یہی وہ واحد حل ہے جس کے بعد یہاں امن بھی ہوگا، خوشحالی بھی ہوگی اور قومی یکجہتی بھی ہوگی۔ جیسے بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر اسلام پاکستان کا باپ ہے تو جمہوریت اس کی ماں ہے۔ لہٰذا یہ دونوں لازم اور ملزوم ہیں۔

❁❁❁

پروگرام کے شرکاء کا تعارف

1۔ خورشید انجم: مرکزی ناظم نشر و اشاعت اور تعلیم و تربیت تنظیم اسلامی پاکستان۔

2۔ مشتاق احمد خان: سابق سینیٹر جماعت اسلامی پاکستان

3۔ پروفیسر محمد ابراہیم: نائب امیر جماعت اسلامی پاکستان

4۔ رضاء الحق: نائب ناظم نشر و اشاعت اور ریسرچ سکالر تنظیم اسلامی پاکستان

5۔ دلدار حسین: معروف صحافی اور نائب صدر پریس کلب صدہ، ضلع کرم

میزبان: وسیم احمد، نائب ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان۔

’’چھبیسویں آئینی ترمیم آئینی خیمہ میں داخل‘‘

(نعیم اختر عدنان، ناظم نشر واشاعت حلقہ لاہور شرقی)

پاکستان کا آئینی و دستوری نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے، اس مملکتِ خداداد کو اپنے قیام ہی سے آئینی حوالے سے ناپسندیدہ صورت حال کا سامنا رہا۔ ملک کے مشرقی بازو یعنی مشرقی پاکستان کی آبادی مغربی بازو یعنی مغربی پاکستان سے زیادہ تھی، جبکہ اختیارات کا منبع و سرچشمہ مغربی پاکستان کی ملٹری اور سول بیوروکریسی تھی۔ اسی وجہ سے ملک کو آئینی ڈھال کی فراہمی میں نو سال کا طویل عرصہ لگ گیا اور یوں 1956ء کا سال شروع ہوگیا۔ اس نئے آئین کے برگ وبار ابھی پورے طور پر ظاہر بھی نہیں ہوئے تھے کہ پہلے سکندر مرزا اور بعد میں جنرل ایوب خان نے نوزائیدہ آئین کو اپنے بھاری بھرکم بوٹوں تلے روند ڈالا اور ملک کو پہلے مارشل لاء کے شکنجہ میں جکڑ لیا۔ اس آمریت وفسطائیت کے منحوس اور گہرے سائے یوں دراز ہوئے کہ جنرل یحیٰی خان پر مشتمل فوجی ٹولے کے ہاتھوں دنیا کی سب سے بڑی مسلمان مملکت دولخت ہوگئی، جسے سقوط ڈھاکہ کا نام دیا گیا۔ 1973ء میں باقی ماندہ پاکستان کے لیے قومی سطح پر اتفاق رائے کے ذریعے نیا آئینی بندوبست کیا گیا اور اس قومی وملی دستاویز کو 1973ء کے آئین کا نام دیا گیا۔ محض چار سالوں کی قلیل مدت ہی گزر پائی تھی کہ آئین کے خالق ذوالفقار علی بھٹو کو بندوق کی نوک کے ذریعے اقتدار سے بے دخل کر دیا گیا۔ بعد ازاں اہلِ توپ وتفنگ نے اپنے ساتھ عدل کے ترازو کو ملایا اور آئین اور ایٹمی پروگرام کے خالق کو تختہ دار پر لٹکا دیا گیا، یوں مملکت پاکستان طویل عرصہ تک ’’مردِ مومن مردِ حق، ضیاء الحق ضیاء الحق‘‘ کے نعروں سے لطف اندوز ہوتی رہی۔ اس طویل عرصہ میں صادر ہونے والے غیر آئینی اقدامات کو آٹھویں ترمیم کے ذریعے آئین کا حصہ بنا دیا گیا۔ صاحبانِ اختیار واقتدار نے ’’نیا جال لائے پرانے شکاری‘‘ کے مصداق اب اپنی جارحانہ پالیسی کا انداز بدلہ اور صدر ذی وقار کے ہاتھ میں 58-2B کی تلوار تھما دی۔ اس صدارتی آمرانہ اختیار کے ذریعے محمد خان جونیجو، محترمہ بینظیر بھٹو اور نواز شریف کو جمہوری اقتدار کے حجلہ عروسی سے بے دخل کیا گیا۔ برسات کی رم جھم کی طرح مختصر عرصہ کے لیے آئینی و جمہوری طرز حکومت قائم رہا تا آنکہ جنرل پرویز مشرف نے نہ صرف جمہوریت پر شب خون مارا بلکہ عدل کے ایوانوں کو بھی اپنی ’’محبت‘‘ کا اسیر کرلیا کہ ملک کی سب سے بڑی عدالت کے عالی قدر منصفوں نے آئین شکن کو آئین میں ترمیم کرنے کا غیر آئینی اختیارِ خسروانہ بھی عطاء فرما دیا۔ یہ عمل متعدد بار دہرایا گیا، جمہوریت کی نیم جان نیلم پری پھر سے آراستہ و پیراستہ ہوئی اور پھر سے سیاستدانوں نے قومی اتفاقِ رائے سے آئین پاکستان کو فوجی آمریت کی مسلط کردہ آلودگیوں سے نکال باہر کرنے کی کامیاب کوشش کی۔ مگر شومئ قسمت نے جمہوری ودستوری کشتی کے کھیون ہاروں کو پھر سے عدلیہ کے ہتھوڑے سے مضروب کروایا۔ یوسف رضا گیلانی کو توہین عدالت کے جرم کا مرتکب قرار دیکر اور نواز شریف کو ’’پانامہ واقامہ‘‘ کی داستان طلسم ہوش ربا کا کردار بنا کر جمہوریت کو پامال کر دیا گیا۔ بقول شاعر

رنگ گل کا سلیقہ ہے نہ بہاروں کا شعور
ہائے کن ہاتھوں میں تقدیر حنا ٹھہری ہے

ریاست ومملکت کے رموز آشنا ماہرین نے گلشن کے کاروبار کو چلانے کے لیے تین ستونوں کا تصور تخلیق کر رکھا ہے، ایک ستون کو مقننہ یعنی پارلیمان کا نام دیا گیا، قانون سازی اور آئین میں ترمیم اس ادارے کی ذمہ داری قرار دیا گیا، ریاست کا دوسرا ستون ایگزیکٹو (انتظامیہ) یعنی سول بیوروکریسی اور حکومت پر مشتمل ہے اور کہا جاتا ہے کہ آئینی دائرہ کار میں رہتے ہوئے تمام امورِ مملکت کی انجام دہی اس ’’راجکماری‘‘ کا فریضہ اور حق ہے، مملکت وریاست کا تیسرا ستون عدلیہ کو قرار دیا گیا ہے، جو آئین میں دیئے گئے حقوق و اختیارات کی محافظت کی ذمہ دار ہوتی ہے عدالتوں کا کام آئین وقوانین کے مطابق بلا تفریق وامتیاز سب شہریوں کو ان کے دستوری وقانونی حقوق کی فراہمی کا فریضہ انجام دینا ہوتا ہے۔ فوجی آمریتوں کے زخم خوردہ عوام اب عدلیہ کی چیرہ دستیوں کا شکار بنائے جا رہے ہیں۔ عدلیہ نے خود کو ناقابل تسخیر ستون بنانے کے لیے پارلیمان کو حکم دیا کہ وہ آئین میں ترمیم کے ذریعے ایسی قانون سازی کرے کہ عدلیہ خود مختار ادارہ بن سکے۔ اس خود مختاری اور عدلیہ کی آزادی نے یوں جست لگائی کہ اب عدلیہ نے شتر بے مہار ادرے کا روپ اختیار کرلیا۔ عدالتی تحریک نے سول حکومتوں اور آئین وقانون کو اپنی لونڈی وکنیز کا درجہ عطاء فرما دیا، اب اس خوشنما اور دلفریب عدالتی بندوبست کے ذریعے نہ مارشل لاء کی ضرورت رہی اور نہ ہی کسی صدارتی اختیار کی احتیاج باقی رہی۔ گزشتہ کئی سالوں سے ایوان ہائے عدل سے ایسے فیصلے صادر کروائے گئے کہ آئین ودستور کی دستاویز کیا ہوئی۔ کسی مجبور و بے بس عفیفہ کی سرعام غنڈہ عناصر کی جانب سے عزت کی پامالی کا ہر سطح پر ماحول بنتا چلا گیا۔ تجزیہ نگاروں کے مطابق اس صورت حال میں ’’مرتا کیا نہ کرتا‘‘ کے مصداق حکومت میں شامل اور پارلیمنٹ میں موجود سیاسی جماعتوں نے عدلیہ کی اصلاح کے لیے باہمی طور پر اتفاق واشتراک عمل سے چھبیسویں آئینی ترمیم کا مسودہ تیار کیا۔ بہت سے نشیب وفراز کے بعد چھبیسویں آئینی ترمیم کے اونٹ کو آئینی خیمہ میں داخل کرنے کی کامیاب حکمت عملی کا مظاہرہ کیا گیا۔ امید کی جانی چاہیے کہ اس آئینی ترمیم کے بعد آئین، پارلیمان، منتخب جمہوری حکومت اور دیگر آئینی وقانونی ادارے اپنا اصل مقصد پورا کرنے کے قابل ہوسکیں گے۔ ہم سب کی دلچسپی کا محور ملک وقوم کی بہتری اور بھلائی ہی ہونی چاہیے۔ امید کی جانی چاہیے اور بھروسہ بھی رکھنا چاہیے کہ ’’پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ‘‘ کے مصداق اس ترمیم سے ملک وملت کی گاڑی ہموار طریق سے محوسفر رہ سکے گی۔

❁❁❁

دعائے صحت کی اپیل

☆ جنوبی پنجاب کے منفرد اسرہ کوٹ سلطان کے نقیب جناب قاری گل محمد کے والد محترم بیمار ہیں۔

برائے بیمار پرسی: 0309-0665368

اللہ تعالیٰ تمام بیماروں کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی بیماروں کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَاشِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

اخبارِ اسلام

غزہ، اصل صورتحال کیا ہے؟ (بشکریہ: فرینڈز آف فلسطین)

- بچوں کے عالمی دن کے موقع پر جاری کی گئی ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ اسرائیل نے گزشتہ 411 دن سے جاری فلسطینی مسلمانوں کی نسل کشی میں اب تک 49217 بچوں کو شہید کر دیا ہے۔ ان میں کم از کم 211 ایسے نوزائیدہ بچے تھے جو اسی نسل کشی کے دوران پیدا ہوئے اور انہیں درندہ صفت صہیونیوں نے شہید کیا۔ 2 سال سے کم عمر 825 شیر خوار بچوں کو بھی شہید کر دیا گیا۔ غزہ میں اب تک 35060 بچے یتیم کیے جا چکے ہیں۔ مزید 3500 بچے ایسے ہیں جو غذائی قلت کی وجہ سے کسی بھی وقت جان سے جا سکتے ہیں۔
- امریکی صدر جو بائیڈن نے اسرائیل اور لبنان کے درمیان فائر بندی کے معاہدے کا اعلان کر دیا ہے۔
- القسام بریگیڈز نے بیت لایا میں ایک اہم کارروائی کے دوران 15 اسرائیلی فوجیوں کو ہلاک کر دیا۔
- غزہ میں بارش اور سخت سردی نے وہاں کے شہریوں کے لیے مشکلات میں اضافہ کر دیا ہے۔
- ڈائریکٹر، کمال عدوان ہسپتال ڈاکٹر حسام ابو صفیہ کا کہنا ہے کہ ''ہمارا ہسپتال اسرائیلی محاصرے میں ہے جبکہ میڈیا میں امداد کی فراہمی کی خبریں جھوٹ پر مبنی ہیں۔ گزشتہ 4 ہفتوں سے عالمی ادارہ صحت کی طرف سے ادویات، طبی وفود، اور خوراک کے انتظار میں ہیں، لیکن قابض صہیونی فورسز نے صرف 40 میں سے 7 کارٹن طبی سامان کی اجازت دی۔''
- برطانیہ کے وزیر خارجہ اور اٹلی کے وزیر دفاع سمیت کئی ممالک کے اعلیٰ عہدے داروں کا کہنا ہے کہ عالمی فوجداری عدالت کے وارنٹ جاری کرنے کے بعد نیتن یاہو نے اگر ان ممالک کا دورہ کیا تو اُنہیں گرفتار کیا جا سکتا ہے۔
- تحریک مزاحمت نے رواں ہفتے کے دوران 51 اہم فوجی بیانات جاری کیے ہیں جن میں لبنانی، فلسطینی سرحد پر اسرائیلی جارحیت کی پیش قدمی کو روکنے، دشمن کے ڈرونز اور جنگی طیاروں کا مؤثر دفاع کرنے، اور مقبوضہ فلسطین کے شمالی اور اندرونی علاقوں میں اسرائیلی فوجی تنصیبات اور اڈوں کو نشانہ بنانے کی کامیاب کارروائیوں کی تفصیلات فراہم کی گئی ہیں۔
- اطلاعات کے مطابق قابض فوج نے اپنے حمایت یافتہ مسلح گروہوں کو متحرک کیا ہے، جو امدادی سامان لوٹنے، اسے نذر آتش کرنے اور اسے وسطی اور جنوبی غزہ کے شہریوں تک پہنچنے سے روکنے میں مصروف ہیں۔
- غزہ میں جاری قتل عام کے بارے میں ایک ویڈیو جاری کرنے کے بعد ایکس (سابقہ ٹویٹر) نے سعودی یوٹیوبر مہر مصلی کا اکاؤنٹ حذف کر دیا ہے۔

مسلم دنیا سے متعلق دیگر ممالک کی اہم خبریں

- **متحدہ عرب امارات**

یہودی ربی کا قتل، شبے میں 3 افراد گرفتار: متحدہ عرب امارات کے حکام نے آرتھوڈوکس یہودی تنظیم کے لیے کام کرنے والے ربی زوی کوگن کے قتل کے شبہ میں 3 افراد کو گرفتار کر لیا ہے۔ تینوں ملزمان کا تعلق ازبکستان سے ہے۔ یہودی ربی زوی کوگن کے پاس یورپی ملک مالدووا کی شہریت بھی تھی اور وہ گزشتہ جمعرات کو دبئی میں لاپتہ ہوئے تھے۔

- **امارت اسلامیہ افغانستان**

غیر اسلامی کتابیں رکھنے پر پابندی: افغان طالبان حکومت نے دوسرے ملکوں سے درآمد کردہ کتب کا لائبریریوں اور دوسری جگہوں پر معائنہ کرتے ہوئے غیر اسلامی یا دین مخالف کتب پر پابندی لگا دی ہے۔ وزارت اطلاعات وثقافت نے لائبریریوں اور مارکیٹ سے اٹھائی گئی کتب کی تعداد ظاہر نہیں کی ہے۔

- **بھارت**

مسجد کے سروے کے دوران پولیس فائرنگ: اتر پردیش کے علاقے سنبھل کی جامع مسجد کے ماضی میں مندر ہونے کا دعویٰ کر کے انتہا پسند ہندوؤں نے مقدمہ دائر کیا تھا کہ جامع مسجد کو مغل دور میں مندر کو گرا کر تعمیر کیا گیا تھا۔ جس پر مسجد کمیٹی نے موقف اختیار کیا تھا کہ جامع مسجد کو ایک اور بابری مسجد بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ عدالت نے فریقین کا موقف سننے کے بعد مسجد کے سروے کا حکم دیا تھا۔ شہر میں مسجد کے سروے کے خلاف علاقہ کے مسلمان مکینوں نے احتجاج کیا۔ پولیس نے مظاہرین پر فائرنگ، لاٹھی چارج اور آنسو گیس کی شیلنگ کی۔ شہر میں کشیدگی بڑھنے پر اضافی نفری تعینات کی گئی ہے اور انٹرنیٹ سروس معطل کرنے کے علاوہ سکول بند کر دیے گئے ہیں۔

- **بنگلہ دیش**

ہندو مذہبی رہنما کرشنا داس پرابھو گرفتار: بنگلہ دیشی ہندو مذہبی رہنما کو ڈھاکا ایئرپورٹ پر گرفتار کر کے ملک سے باہر جانے سے روک دیا گیا۔ ہندو رہنما کو چٹاگانگ میں عدالت سے لے جانے والی جیل وین کو ناراض حامیوں نے گھیر لیا اور پتھر پھینکے، اس دوران سیف الاسلام نامی وکیل سر میں پتھر لگنے سے جاں بحق ہو گئے۔ بھارتی وزارت اطلاعات ونشریات کے مشیر نے الزام عائد کیا ہے کہ محمد یونس کی عبوری حکومت نے کرشنا داس پر غداری کا الزام لگایا ہے۔

- **ایران**

نیتن یاہو کی گرفتاری نہیں موت کی سزا کا حکم دینا چاہیے: سپریم لیڈر آیت اللہ خامنہ ای نے عالمی فوجداری عدالت کے فیصلے پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ اسرائیلی وزیر اعظم نیتن یاہو کی گرفتاری نہیں موت کی سزا کا حکم دینا چاہیے۔

- **ناجائز صہیونی ریاست (اسرائیل)**

حزب اللہ کیساتھ جنگ بندی کی منظوری: وزیر اعظم نیتن یاہو نے کچھ تحفظات کے باوجود اصولی طور پر لبنان میں حزب اللہ کے ساتھ جنگ بندی کے معاہدے کی منظوری دیدی ہے۔ انتہائی دائیں بازو کے قومی سلامتی کے اسرائیلی وزیر اتمار بن غفیر کا کہنا ہے کہ لبنان میں جنگ بندی کا معاہدہ بڑی غلطی ہوگی۔ اس سے قبل وزیر اعظم نیتن یاہو، فوج اور اسرائیلی خفیہ ایجنسیوں کے درمیان اختلافات کھل کر سامنے آ گئے تھے۔ نیتن یاہو نے ویڈیو بیان جاری کرتے ہوئے کہا کہ فوج نے مجھ تک اہم معلومات کی رسائی روکی۔ مذکورہ ویڈیو بیان جاری ہونے سے دو دن قبل نیتن یاہو کے قریبی ساتھی پر معلومات لیک کرنے کے الزام میں فرد جرم عائد کی گئی تھی۔

امیر تنظیم اسلامی جناب شجاع الدین شیخ ﷾ کا سالانہ دعوتی دورہ ڈیرہ اسماعیل خان

امیر تنظیم اسلامی جناب شجاع الدین شیخ ﷾ اپنے سالانہ دعوتی دورہ کے سلسلے میں ڈیرہ اسماعیل خان تشریف لائے۔ اس موقع پر ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی جناب ڈاکٹر سید عطاء الرحمٰن عارف اور نائب ناظم اعلیٰ شرقی پاکستان جناب پرویز اقبال بھی ان کے ہمراہ تھے۔ امیر مقامی تنظیم ڈیرہ اسماعیل خان جناب محمد اعجاز خان نے مہمانوں کا استقبال کیا۔ مہمانانِ گرامی دوپہر 02:30 بجے مسجد جامع القرآن ڈیرہ اسماعیل خان پہنچے جہاں امیر حلقہ اور دیگر رفقاء کے ہمراہ نمازِ ظہر ادا کی اور کچھ دیر آرام فرمایا۔ نمازِ مغرب سے قبل مقامی امیر کے ہمراہ جامع مسجد اسلامیہ سکول تشریف لائے۔ جہاں ”ختم نبوت اور اس کے عملی تقاضے“ کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ اس اجتماع میں شرکاء کی تعداد تقریباً 250 تھی۔ بھکر کے رفقاء و احباب نے خصوصی طور پر شرکت کا اہتمام فرمایا۔ عشائیہ کے بعد امیر محترم نے جناب عمر عبدالرحیم کے رشتہ داروں کے ساتھ غیر رسمی گفتگو فرمائی۔ امیر محترم، ناظم اعلیٰ اور نائب ناظم اعلیٰ کا رات کا قیام جناب عمر عبدالرحیم کی رہائش گاہ پر تھا۔ ناشتے کے بعد امیر محترم ﷾ اور دیگر ذمہ داران ضلع لکی مروت یونیورسٹی کے لیے روانہ ہو گئے۔

(رپورٹ: سعید اللہ شاہ)

حلقہ کراچی وسطی کے رفقاء کی اسرائیلی مصنوعات کے خلاف بائیکاٹ مہم

راشد منہاس جوہر 2 تنظیم کے تحت اسرائیل نواز کمپنیوں کی مصنوعات کے بائیکاٹ مہم کے حوالے سے خطوط پہنچانے کے دورے میں چار بڑے سپر سٹورز سے بات کی گئی جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

1. **پی زی سپر سٹور:** سٹور کے مین سپروائزر سے ملاقات ہوئی اور ان کو اس بات کی درخواست کی کہ آپ اسرائیل نواز کمپنیوں کی مصنوعات کو اپنے سٹورز سے مکمل طور پر ختم کرنے کی کوشش کریں۔ جس پر ان کا جواب یہ تھا کہ ہم اپنے مالک تک یہ خط پہنچا دیتے ہیں اور آپ کو اس حوالے سے آگاہ بھی کر دیں گے۔
2. **ایسٹرن سپر سٹور اینڈ میڈیکوز:** اس سٹور کے مین سپروائزر سے بات ہوئی اور اسرائیل نواز کمپنیوں کی مصنوعات کے حوالے سے آگاہ کیا کہ اسرائیل نواز کمپنیوں کی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے ہم وہاں جا کر جنگ تو نہیں لڑ پا رہے نہ ہی ہمارے حکمران یہ کام کرنے کو تیار ہیں۔ فی الوقت تو ہمیں کم از کم مصنوعات کو اپنی دکانوں اور اپنی روزمرہ کی استعمال کی چیزوں میں ختم کرنا چاہیے۔ ان کا جواب تھا کہ وہ اپنے سٹور کے مالک کو ہماری بات مکمل طور پر پہنچائیں گے اور کوشش کریں گے کہ مالک اس پر آمادہ ہو جائیں۔
3. **شیخ پوسپر سٹور:** اس سٹور کے مالک سے تفصیلی بات ہوئی۔ انہوں نے کہا تقریباً 60 فیصد لوگ ایسے ہیں جو اسرائیل نواز کمپنیوں کی مصنوعات نہیں لے رہے ہیں ہم ان پروڈکٹس کی تعداد کم کر چکے ہیں اور اس کے علاوہ مزید ختم کرنے کی کوشش کریں گے۔ انہوں نے یقین دہانی کرائی کہ میں اپنے اسٹور پر لکھ کر لگاؤں گا کہ یہاں اسرائیل نواز کمپنیوں کی مصنوعات نہیں بیچی جاتیں۔
4. **چیز ویلیو:** چیز ویلیو کے سپر اسٹور کے منیجر سے ملاقات ہوئی، انہوں نے بتایا کہ ہم اسرائیل نواز کمپنیوں کی مصنوعات کو ختم کر کے نئی اور لوکل مصنوعات لانچ کر رہے ہیں اور لوگوں کو تلقین بھی کر رہے ہیں کہ پاکستانی مصنوعات کا زیادہ سے زیادہ استعمال کیا جائے۔

اس کار خیر میں ذیشان احمد بھائی، فضل عباسی بھائی اور طٰہٰ یامین بھائی شامل تھے۔

(طٰہٰ یامین، ملتزم رفیق حلقہ کراچی وسطی)

امیر تنظیم اسلامی جناب شجاع الدین شیخ ﷾ کا سالانہ دعوتی دورہ حلقہ سرگودھا

امیر تنظیم اسلامی جناب شجاع الدین شیخ ﷾، جناب پرویز اقبال نائب ناظم اعلیٰ شرقی زون کے ہمراہ حلقہ سرگودھا کے سالانہ دعوتی دورے پر تشریف لائے۔ صبح ساڑھے آٹھ بجے امیر حلقہ نے جناب عثمان اکرم گل نقیب منفرد اسرہ 90 جنوبی اور مقامی امراء و معاونین کے ساتھ امیر محترم ﷾ کو چک 90 جنوبی میں خوش آمدید کہا۔ ناشتے سے فراغت کے بعد صبح 9:30 تا 11:00 بجے تک النور ہائی سکول آف سائنس 90 جنوبی میں ”تربیت اولاد ...... والدین کی اہم ترین ذمہ داری“ کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ انہوں نے جنتی اور جہنمی گھرانوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اولاد کی تربیت اُن کے دُنیا میں آنے سے قبل ہی والدین کے اعمال سے شروع ہو جاتی ہے۔ والدین ہر موقع پر مسنون دُعاؤں کا اہتمام کریں تو اس کا اثر اولاد پر پڑتا ہے اور اگر اعمال بد میں مشغول رہے تو اس کا بھی اولاد پر اثر ہو گا۔ اس لیے مختلف مواقع کی مسنون دُعاؤں کا اہتمام کرنا چاہیے۔ پروگرام میں 500 کے قریب خواتین اور 300 کے قریب مرد حضرات نے شرکت کی۔

دوپہر 12:00 بجے نائب ناظم اعلیٰ، امیر حلقہ، نائب امیر حلقہ اور مقامی امراء کے ہمراہ سرگودھا کی معروف دینی درس گاہ جامعہ مفتاح العلوم تشریف لے گئے جہاں جامعہ کی انتظامیہ نے خوش آمدید کہا۔ امیر محترم نے اپنا اور تنظیم کا تعارف پیش کیا اور تنظیم کی طرف سے آگاہی منکرات اور دیگر کاوشوں جیسے تمام مکاتب فکر کے علماء کا ایک ہی ترجمہ قرآن پر اتفاق کے حوالے سے کی جانے والی کوششوں کا ذکر فرمایا۔ اسی دوران جامعہ کے رئیس جناب مفتی طاہر مسعود بھی تشریف لے آئے۔ انہوں نے بھی گفتگو سماعت فرمائی اور امیر محترم سے تنظیم اسلامی کے اصل ہدف اور اس کی کس حد تک تکمیل ہوئی ہے کے بارے میں سوال کیا۔ جس پر امیر محترم نے افغانستان میں ملا عمرؒ سے تنظیم کے وفد کی ملاقات کا احوال بیان کیا جس میں ملا عمرؒ کی نصیحت تھی کہ پاکستان میں رہ کر علماء کرام سے ملاقاتیں کی جائیں۔

دوپہر 1:15 پر نمازِ ظہر مسجد جامع القرآن میں ادا فرمائی۔ نماز اور ظہرانے کے بعد کچھ دیر قیلولہ فرمایا۔ اسی دوران ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی جناب ڈاکٹر سید عطاء الرحمٰن عارف بھی مسجد جامع القرآن سرگودھا پہنچ گئے۔ اس کے بعد مسجد ہی میں انجمن خدام القرآن سرگودھا کے نئے صدر جناب احمد حیات اور اُن کے معاونین سے ملاقات فرمائی۔

سہ پہر 4:00 بجے جوہر آباد کے لیے روانگی ہوئی۔ راستے میں نمازِ عصر ادا کی اور مغرب سے پہلے رفاہ کالج جوہر آباد پہنچ گئے، جناب خالد وسیم نقیب منفرد اسرہ جوہر آباد نے رفقاء کے ہمراہ امیر محترم، ناظم اعلیٰ اور نائب ناظم اعلیٰ صاحبان کو خوش آمدید کہا۔ نمازِ مغرب باجماعت رفاہ کالج کے لان میں ادا کی گئی۔ کالج کے لان میں ہی عوامی خطاب کا اہتمام تھا۔ لہٰذا نماز کے فوراً بعد امیر محترم نے ”موجودہ مسائل اور ان کے حل کا لائحہ عمل“ کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ پروگرام میں خواتین کی باپردہ شرکت کا بھی اہتمام تھا جن کی تعداد 200 کے قریب تھی جبکہ مرد 500 کے قریب تھے۔ خطاب میں امیر محترم نے عوام الناس کو درپیش مسائل کا تذکرہ فرماتے ہوئے عالمی طاقتوں کی سازشوں کو بے نقاب کیا اور ان سے بچنے کا حل صرف دین کی طرف لوٹنا بتایا اور اس کے لیے نظام کی تبدیلی کا طریقہ کار بتایا۔ اجتماعی دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ نمازِ عشاء کے بعد رات کا قیام رفاہ کالج میں کیا گیا۔ حلقہ کے ناظم مالیات جناب ثاقب قریشی جو رفاہ کالج چلا رہے ہیں نے پروگرام کے انعقاد میں بھرپور تعاون کیا۔ اگلے دن اتوار کی صبح بعد نمازِ فجر میانوالی کے لیے روانگی ہوئی۔ صبح 8:00 میانوالی پہنچے جہاں جناب نور خان نے معاونین کے ہمراہ معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ کچھ دیر آرام کے بعد صبح 9:30 بجے امیر محترم فہد پلازہ تشریف لے گئے جہاں مقامی امیر جناب

نور خان نے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام کو امیر محترم سے ملاقات کے لیے دعوت دی ہوئی تھی۔ اس ملاقات میں 60 کے قریب علماء کرام تشریف لائے۔ امیر محترم نے گفتگو فرماتے ہوئے اپنا اور تنظیم کا تعارف پیش کیا اور تنظیم کی طرف سے آگاہی منکرات (حرمت سود، ٹرانس جینڈر ایکٹ کے خلاف) اور دیگر کاوشوں جیسے تمام مکاتب فکر کے علماء کا ایک ہی ترجمہ قرآن پر اتفاق کے حوالے سے کی جانے والی کوششوں کا ذکر کیا۔ بعدازاں سوال وجواب کی نشست بھی ہوئی۔

صبح 10:30 بجے فہد پلازہ کے لان میں عوامی خطاب کا انتظام تھا۔ امیر محترم نے ’’پاکستان کے موجودہ مسائل کا حل سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں‘‘ کے موضوع پر خطاب کیا اور حل کے طور پر بتایا کہ ہم اللہ کے حضور اجتماعی توبہ کریں اور اپنے ملک پاکستان میں اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات کی روشنی میں دین کا نظام قائم کریں۔ اس پروگرام میں شرکاء کی تعداد 500 کے لگ بھگ تھی، اجتماعی دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ اس موقعہ پر حلقہ کی طرف سے مکتبہ کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔

(رپورٹ: ہارون شہزاد، ناظم نشرواشاعت حلقہ سرگودھا)

حلقہ ملتان کے رفقاء کا دعوتی دورہ تونسہ شریف

ملتان شہر کے 8 رفقاء مقامی امیر جناب محمد رمضان قادری کی قیادت میں نماز ظہر کے بعد تونسہ کے لیے روانہ ہوئے۔ اسرہ تونسہ کے نقیب جناب رضا محمد گجر نے اپنی رہائش گاہ پر رفقاء کا استقبال کیا۔ نماز مغرب جامع مسجد الحمد میں ادا کی۔ نماز کے بعد راقم الحروف کا سورۃ الحج کے آخری رکوع کی روشنی میں ’’فریضہ شہادت علی الناس‘‘ کے موضوع پر درس قرآن ہوا۔ 45 منٹ کے درس میں عبادت کا وسیع تصور سامعین کے سامنے پیش کیا گیا اور دین کی دعوت وتبلیغ کی ذمہ داری کا احساس اجاگر کیا گیا۔ جہاد فی سبیل اللہ کا وسیع تر تصور بیان ہوا۔ معبودانِ باطل کی بے بسی بیان ہوئی اور جھوٹے خداؤں کی نفی کی گئی۔ درس میں تقریباً 50 نمازیوں نے شرکت کی۔ بعد نماز عشاء جامع مسجد کتانے والی میں رفیق جناب راشد سلیم نے سورۃ التغابن کے آخری رکوع کی آخری تین آیات کا درس دیا۔ جس میں تقویٰ کی اہمیت اور اس کے نتائج اور انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دی گئی اور اُخروی زندگی کے انجام کی طرف توجہ دلائی گئی۔ رات کا قیام مرکز تنظیم اسلامی تونسہ شریف میں کیا۔ اگلے روز کو رفقاء نے رات کے آخری پہر اٹھ کر نماز تہجد ادا کی۔ نماز فجر کے بعد ملتزم رفیق جناب عامر نوید نے درس حدیث دیا، جس میں شہادت کے رتبے اور اعمال صالح کی اہمیت اجاگر کی گئی۔ تونسہ کے رفیق جناب محمد اشرف نے بعد نماز فجر مسجد جماعت اسلامی میں ’’حسن معاشرت کی اہمیت‘‘ کے موضوع پر درس حدیث دیا۔ نماز فجر کے بعد دو مساجد میں درس حدیث ہوا۔ ناشتہ کے بعد رفقاء نے تونسہ شہر جا کر 500 کی تعداد میں ہینڈ بلز بعنوان ’’غزہ کی پکار...... مسلمانانِ پاکستان کے نام‘‘ تقسیم کیے۔ ہینڈ بلز کی تقسیم کے بعد دوبارہ مرکز تنظیم اسلامی تونسہ میں واپسی ہوئی۔ جناب رجب علی نے صبح 10:45 خصوصی خطاب کیا۔ انہوں نے سورۃ آل عمران کی آیات 102 تا 104 کی روشنی میں ’’امت مسلمہ کے لیے قرآن مجید کا سہ نکاتی لائحہ عمل‘‘ کے موضوع پر ایک گھنٹہ گفتگو کی۔ خطاب میں تقویٰ کی اہمیت بیان ہوئی اور اللہ کی رسی قرآن مجید کو مضبوطی سے تھامنے کی ضرورت اور اہمیت کی طرف توجہ دلائی گئی اور مل جل کر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے فریضہ کی ادائیگی کا احساس دلایا گیا کہ اس خطاب میں تقریباً 45 رفقاء واحباب نے شرکت کی۔ اس کے بعد اسرہ تونسہ شریف کے رفقاء کے ساتھ ایک تعارفی نشست کا اہتمام تھا۔ امیر تنظیم اسلامی ملتان شہر جناب محمد رمضان قادری نے رفقاء کو توجہ دلائی کہ ہم نے جو بیعت کی ہے اس کے کیا تقاضے ہیں اور ہمیں ان کو کیسے ادا کرنا ہے۔ اس کے بعد رفیق تنظیم ملتان شہر جناب راشد سلیم نے مبتدی بیعت فارم کا مطالعہ کروایا۔ دوپہر 1:00 بجے نماز ظہر ادا کی گئی۔ اس کے بعد رفقاء کا یہ قافلہ واپس ملتان شہر کی طرف عازم سفر ہوا۔ (مرتب: شوکت حسین انصاری)

پریس ریلیز 29 نومبر 2024ء

حکومت، اپوزیشن اور اسٹیبلشمنٹ ملک وقوم پر رحم کریں

اعجا لطیف

حکومت، اپوزیشن اور اسٹیبلشمنٹ ملک وقوم پر رحم کریں۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے نائب امیر اعجاز لطیف نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ پی ٹی آئی کی جانب سے احتجاج کی حالیہ کال نے نہ صرف حکومتِ وقت اور مقتدر حلقوں بلکہ عوام الناس کو بھی بری طرح ہلا کر رکھ دیا اور تین دن تک پورا ملک خصوصاً وفاقی دارالحکومت اسلام آباد، پنجاب اور خیبر پختونخوا ایک ہیجانی کیفیت میں مبتلا رہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آئینِ پاکستان کے مطابق ہر سیاسی جماعت کو ملک کے کسی بھی مقام پر پُرامن احتجاج کرنے کا مکمل حق حاصل ہے اور آج کے حکومتی اتحاد میں موجود تمام جماعتیں ماضی میں اپوزیشن کے طور پر اپنے اسی آئینی حق کو استعمال کرتی رہی ہیں۔ پھر یہ کہ ماضی کی حکومت جو آج اپوزیشن میں ہے اس نے اپنے دورِ حکومت میں احتجاج کرنے والوں کو ٹف ٹائم دینے کے لیے بعض اقدامات بھی کیے۔ لیکن حالیہ احتجاج کے دوران حکومت اور وفاقی دارالحکومت کی انتظامیہ نے مظاہرین کو منتشر کرنے کے لیے جس قدر طاقت کا استعمال کیا ہے وہ کسی طور پر بھی مناسب نہ تھا۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ روایتی اور سوشل میڈیا میں افواہ سازی کی بہتات کے باعث فریقین کے جانی نقصان کا درست تعین کرنا تقریباً ناممکن ہے لیکن یہ حقیقت اپنی جگہ ایک المیہ ہے کہ ریاست کی انتظامی مشینری اور مظاہرین کا آپس میں گتھم گتھا ہو جانا اور ایک دوسرے پر جان لیوا وار کرنا ملک وقوم کے اتحاد اور یگانگی کے لیے زہر قاتل سے کم نہیں۔ انہوں نے کہا کہ وفاقی وزیر داخلہ کو ہرگز زیب نہیں دیتا کہ وہ ملک کی ایک بڑی سیاسی جماعت کے قائدین اور ووٹروں وسپورٹروں کے لیے ’’انتشاری ٹولہ‘‘، ’’فتنہ‘‘ اور ’’دہشت گرد جتھے‘‘ جیسے القابات استعمال کریں۔ دوسری طرف اپوزیشن کے قائدین کو بھی چاہیے کہ وہ انتہائی اقدامات اٹھانے اور عدلیہ کے دائرہ کار سے متعلق مطالبات کو حکومتِ وقت سے طلب کرنے سے گریز کریں اور فریقین تمام معاملات اور جائز مطالبات کو مذاکرات کے ذریعے حل کرنے پر توجہ دیں۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کو اس وقت بے شمار مسائل کا سامنا ہے۔ ایک طرف معاشی بحران نے عوام کو پیس کر رکھ دیا ہے اور سیاسی انتشار نے مخالفتوں کو دشمنیوں میں بدل دیا ہے تو دوسری طرف دہشت گردی کا عفریت منہ کھولے کھڑا ہے اور پاکستان کے اندرونی اور بیرونی دشمن ملک میں صوبائی تعصبات اور فرقہ واریت کو ہوا دے کر خانہ جنگی کی سی صورتِ حال پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں۔ ان حالات میں تمام اسٹیک ہولڈرز ہوش کے ناخن لیں اور ملک وقوم کو درپیش جملہ مسائل کے حل کے لیے آپس میں اتفاق واتحاد پیدا کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس ملک کو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا لہٰذا حکومت، اپوزیشن اور مقتدر حلقے آپس کی ناچاقی کو ختم کر کے پاکستان کو حقیقی معنوں میں ایک اسلامی فلاحی ریاست بنانے کے لیے ایک دوسرے کے دست وبازو بنیں۔ اسی میں ہماری سلامتی مضمر ہے اور ایسا کرنے سے ہی نہ صرف ہم دنیا میں ایک مضبوط قوم کے طور پر ابھریں گے بلکہ مسلمانانِ پاکستان کی آخرت بھی سنور جائے گی۔ ان شاء اللہ!

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

animal in human form, and condemned to serve the Jew day and night."

Aboda Sarah 37a: "A Gentile girl who is three years old can be violated."

Gad. Shas. 2:2: "A Jew may violate but not marry a non-Jewish girl."

Tosefta. Aboda Zara B, 5: "If a goy kills a goy or a Jew, he is responsible; but if a Jew kills a goy, he is NOT responsible."

Schulchan Aruch, Choszen Hamiszpat 388: "It is permitted to kill a Jewish denunciator everywhere. It is permitted to kill him even before he denounces."

Schulchan Aruch, Choszen Hamiszpat 348: "All property of other nations belongs to the Jewish nation, which, consequently, is entitled to seize upon it without any scruples."

Tosefta, Abda Zara VIII, 5: "How to interpret the word 'robbery.'A goy is forbidden to steal, rob, or take women slaves, etc., from a goy or from a Jew. But a Jew is NOT forbidden to do all this to a goy."

Seph. Jp., 92, 1: "God has given the Jews power over the possessions and blood of all nations."

Schulchan Aruch, Choszen Hamiszpat 156: "When a Jew has a Gentile in his clutches, another Jew may go to the same Gentile, lend him money and in turn deceive him, so that the Gentile shall be ruined. For the property of a Gentile, according to our law, belongs to no one, and the first Jew that passes has full right to seize it."

- Schulchan Aruch, Johre Deah, 122: "A Jew is forbidden to drink from a glass of wine which a Gentile has touched, because the touch has made the wine unclean."
- Nedarim 23b: "He who desires that none of his vows made during the year be valid, let him stand at the beginning of the year and declare, 'Every vow which I may make in the future shall be null'. His vows are then invalid."

__Courtesy__: ***https://www.etzion.org.il/en/***

گوشۂ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

سوال 4: ''ربا الفضل'' کسے کہتے ہیں؟ موجودہ بینکاری لین دین میں اس کے قابل اطلاق ہونے کی وضاحت کریں۔

جواب: ربا النسیہ قرض اور ادھار پر سود کی صورت ہے جس کی حرمت کا صریح حکم قرآن حکیم میں وارد ہوا ہے۔ اس کے برعکس ربا الفضل کو ربا الحدیث اور ربا النقد بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی حرمت اور ممانعت کا حکم احادیث مبارکہ میں وارد ہوا ہے۔ ربا الفضل اس زیادتی کو کہتے ہیں جو ایک ہی جنس کی دو اشیاء کے دست بدست لین دین میں ہو۔ ربا الفضل کو ربا حکمی بھی کہا جاتا ہے کہ اس پر ربا کا حکم نافذ ہوتا ہے۔ اسے ربا خفی بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ ربا النسیہ کی طرح بظاہر کھلا سود نہیں ہے بلکہ کھلے سود کا ذریعہ حیلہ اور چور دروازہ ہے۔ احادیث صحیحہ سے اس کی حرمت ثابت ہے اور اس حرمت کا ایک پہلو سدِّ ذریعہ کے طور پر ہے۔ خود حضور ﷺ نے ربا الفضل کی حرمت کی یہی حکمت بیان فرمائی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لا تأخذوا الدينار بالدينارين' ولا الدرهم بالدرهمين ولا الصاع بالصاعين' انی اخاف علیکم الربا))

(کنز العمال: ج ۴' ۱۱۷)

ترجمہ: ''ایک دینار کو دو دینار کے عوض اور ایک درہم کو دو درہموں کے عوض اور ایک صاع کو دو صاع کے عوض فروخت نہ کرو' مجھے خوف ہے کہ کہیں تم سود خوری میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔'' (جاری ہے)

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 951 دن گزر چکے!

Why does the Talmud say that goyim are livestock?

Aaron Cranor

The Talmud gives permission to the Jews to lie to 'nonbelievers' and 'nonmembers' of their fellowship. Here are a few examples from their scripture:

Sanhedrin 59a: "Murdering Goyim is like killing a wild animal."

Abodah Zara 26b: "Even the best of the Gentiles should be killed."

Sanhedrin 59a: "A goy (Gentile) who pries into The Law (Talmud) is guilty of death."

Libbre David 37: "To communicate anything to a Goy about our religious relations would be equal to the killing of all Jews, for if the Goyim knew what we teach about them, they would kill us openly."

Libbre David 37: "If a Jew be called upon to explain any part of the rabbinic books, he ought to give only a false explanation. Whoever will violate this order shall be put to death."

Yebhamoth 11b: "Sexual intercourse with a little girl is permitted, if she is three years of age."

- Schabouth Hag. 6d: "Jews may swear falsely by use of subterfuge wording."
- Hilkkoth Akum X1: "Do not save Goyim in danger of death."
- Hilkkoth Akum X1: "Show no mercy to the Goyim."
- Choschen Hamm 388, 15: "If it can be proven that someone has given the money of Israelites to the Goyim, a way must be found after prudent consideration to wipe him off the face of the earth."
- Choschen Hamm 266, 1: "A Jew may keep anything he finds which belongs to the Akum (Gentile). For he who returns lost property (to Gentiles) sins against the Law by increasing the power of the transgressors of the Law. It is praiseworthy, however, to return lost property if it is done to honor the name of God, namely, if by so doing, Christians will praise the Jews and look upon them as honorable people."
- Szaaloth-Utszabot, The Book of Jore Dia 17: "A Jew should and must make a false oath when the Goyim asks if our books contain anything against them."
- Baba Necia 114, 6: "The Jews are human beings, but the nations of the world are not human beings but beasts."
- Simeon Haddarsen, fol. 56-D: "When the Messiah comes every Jew will have 2800 slaves."
- Nidrasch Talpioth, p. 225-L: "Jehovah created the non-Jew in human form so that the Jew would not have to be served by beasts. The non-Jew is consequently an

Vol: 33 Regd. No. C.P.L NO.114 No.46

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore